فصاحت

نذر

یہ چند صفحہ جو ایک ناچیز محنت کا نتیجہ ہین
مین اپنے صوبہ کے عالی رتبہ بزرگ اور سردار قوم

عالی جناب سردار محمد حیات خان بہادر

سی - ایس - آئی -

کے نام نامی سے ہماری پیاری محمڈن ایجوکیشنل
کانگریس کا پریزیڈنٹ ہونے کے شکریہ مین

معنون کرتا ہون

خاکسار سراج الدین -

دیباچہ

تمام قوتین خارجی ہون یا باطنی جو قدرت نے انسان کو عطا کی ہین اُن کی ترقی اور نشوونما کے راز کو خوب صورت سنہرے حروف مین لکھ کر ایک فولادی صندوق مین بند کر دیا ہے۔ اور اس صندوق کی کنجی جس کو ہم ورزش اور مشق کے نام سے بسا اوقات پُکارتے ہین کسی ایسے مقام پر نہین ڈال دی گئی کہ تلاش کرنے سے نہ مل سکے۔ جو چیز کہ ہماری زندگی کا سہارا ہے اور جس کے بغیر جینا صرف بے لطف ہی نہین بل کہ بے فائدہ اور بے کار ہوتا قوت ہے۔ مگر قوت کا رکھنا اور اُس کے استعمال کرنے کا طریقہ نہ جاننا ایسا ہی ہے جیسا کہ دولت کے بیش بہا خزانے رکھنا اور نہ جاننا کہ اس کو کیون کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ہم تمام دنیا کی طاقت۔ دولت اور علم کو اپنے پاس رکھتے ہون مگر اُس سے کسی اثر پیدا کرنے کے طریقون سے نا واقف ہون تو وہ سب بالکل بے کار اور بے سود ہین

نہین کرسکتے تو ہماری زندگی اُس خاموش لاشہ سے بہتر بھی نہین ہے

جو ایک تاریک قبر مین رکھی ہوئی ہے۔

کسی شے کے حاصل کرنے کی کوشش ہم اُس کے فائدے کے لحاظ سے کرتے ہین۔ ایک ہماری جسمانی قوت ہے جس کے حاصل کرنے سے ہم ایک آدمی پر یا بعض اوقات چند آدمیون پر فتح پا لینے کے قابل ہوتے ہین۔ لیکن ایک دوسری شریف ترین قوت ہمارے پاس ہمارے دل کی قوت ہے۔ جس سے ہم سیکڑون ہزارون بلکہ لاکھون کے دل پر فتح پا لینے کے لائق ہو جاتے ہین۔ درحقیقت وہ کوشش اور خواہش بھی نہایت ہی شریف ہوگی جو اس قوت کے حاصل کرنے مین صرف کی جائے گی۔ اس قوت کے فوائد ایسے کم قیمتی نہین ہین کہ ہم چند الفاظ مین اُن کی خوبی کو بیان کرسکین گے۔ ہم لوگون کی قسمتون کا فیصلہ کرتے ہین۔ اُن کے خیالات کو ہدایت کرتے ہین۔ اُن کی خواہشون کی راہ نمائی کرتے ہین۔ اُن کے دلون پر حکومت کرتے ہین۔ یہ بزرگی کس شے کی بدولت ہے؟ وہی ایک قوت جس کا نام ہم "فصاحت" رکھتے ہین۔ اور جس کی نسبت ایک قدیم زمانہ کے شاعر نے یہ کہا تھا کہ وہ "دنیا کی ملکہ" ہے۔ ہر ایک بڑے موقع پر فصاحت سردار ہوئی ہے جن لوگون نے اپنے آپ کو اس زیور سے آراستہ کیا ہے وہ دنیا کے سب سے بڑے عظیم الشان اور نمایان کام کرنے والے ہوئے ہین۔ اُنھون نے حب وطنی کے خیالات کے خرمن مین

ایک پیکار کی ذات کر سکتے بھڑکا دیے ہین - لوگون کے دلون مین سچے
جوش اور سرگرمی کے چراغ روشن کیے ہین - اُن سے بدیان اور بدکاریان
چھڑا دی ہین - ہزار دن پھیلے ہوئے عیوب کی اصلاح کی ہے - جہالت اور
گم راہی کے گُپ اندھیرے مین تہذیب اور ہدایت کی شعلین روشن کی ہین
لوگون سے اُن کے مروجہ عادات واطوار چھُڑا کر دوسرون کے اختیار کرنے
پر آمادہ کیا ہے - مذہبی عقائد کے بحر عظیم مین پُرزور طوفان و تلاطم پیدا کر دیا
ہے - لوگون کے دلون مین اکثر نفرت اور حقارت پیدا کر دی ہے - جدال
وقتال کے فتنۂ خوابیدہ کو جگا دیا ہے اور پھر اُن کے سامنے یہ کوئی بڑی
بات نہ تھی کہ سُلا بھی دیا ہے - اکثر اوقات ہم کہتے ہین کہ لفظون کا آدمی
کام کے آدمی سے کم رتبہ رکھتا ہے - لیکن بعض اوقات ہم دیکھتے ہین کہ
اول الذکر کا مرتبہ درحقیقت عظیم الشان ہوتا ہے - ایک مشہور مثل ہے کہ
”گویائی سیمین وخاموشی زرین ست“ مگر وہ یہان نہین صادق آتی بعض
حالات مین ہم اس کو صحیح پاتے ہین - مگر وہ حالات بھی ہماری آنکھون کے
سامنے آتے ہین جن کی تعبیر صحیح طور پر یہ کی جا سکتی ہے کہ گویائی قوت ہے
اور خاموشی ضعف -

قوت کے پہلو بہ پہلو شہرت چلتی ہے اور شہرت ہر ایک سلیم الفہم آدمی کو
عزیز ہے وہ اثر جو ہم کو اس قوت کی بدولت اس وقت حاصل ہوتا ہے جب
ہم اس سے کام لے رہے ہوتے ہین کچھ کم قیمتی نہین ہے لیکن اس سے

ہمت کے فیض سے مستفیض کرتا ہے۔ اس شہرت کی قدر قیمت اور اس بزرگی عزت اور فضیلت کا اندازہ جو اس سے حاصل ہوتی ہے ہم اُن خیالات سے کر سکتے ہین جو ہمارے دلون مین گذرے ہوے مصلحین۔ مجددین۔ ریفارمرون اور فصیح مقررون کی نسبت موجود ہین۔

فصاحت یا قوت گویائی سے لوگون کے دلون پر اثر ڈالنے کی قوت اور خواہش کے نشانات قریباً ہر زمانے مین پائے جاتے ہین۔ گو اُن کی صورتین ایسی مختلف ہین کہ ہر ایک کو دوسرے سے کوئی قریبی مشابہت نہین ہے جس چیز کو ہم اس وقت جدید زمانے کی فصاحت کہتے ہین وہ کوئی ایسی شے نہین ہے کہ اُس کی پیدائش اور ایجاد کا سُراغ لگانے کے لیے ہم کو دنیا کے قدیم ایام مین بہت دور تک سفر کرنا پڑے یا مشرقی یا مصری قدامت کے یادگارون مین تلاش کرنا پڑے۔ اُس زمانے مین جس شے کو ہم فصاحت کی اغراض کے ہم شکل دیکھتے ہین یا قریب المفہوم کہہ سکتے ہین وہ خود شاعری یا شاعری کے قریب قریب ایک گونہ موزون کلام تھی جو فصاحت کی جدید اصطلاح کے احاطے مین داخل نہین ہو سکتی مگر جن اغراض کے لئے جدید فصاحت وضع کی گئی ہے اکثر اوقات یہی اغراض اُس سے بھی وابستہ ہوتی تھین۔ ہم کہہ سکتے ہین کہ اس خاص صورت کی وجہ

جا سکتا ہے کہ جاہلیت کی خصوصیتون مین سے اس امر کو بطور ایک خاصہ کے مان لیا جاے کہ انسان کی ناتعلیم و تربیت یافتہ حالت مین اُن کی بے ضبط خواہشات اور واقعات سے حیرت و تعجب مین گرفتار ہونے والی طبایع کے لیے یہی موزون تھا کہ وہ پُرجوش اور موزون کلام سے مؤثر ہوتی تھین - ایام جاہلیت کی اسی قسم کی موزون کلامین قریباً ہر ایک ملک مین پائی جاتی ہین - اب یا تو اُن کی صورت مین کوئی خاص ترقی ہو جانے کی وجہ سے کچھ تغیر پیدا ہو گیا ہے یا اب تک بدستور وہی حالت قائم ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے اس طرز کلام کی وجہ جاہلانہ طبایع کے بے ضبط جوش کی مناسبت تھی جو موثر ہونے کے لیے ایسے پُرمبالغہ واقعات کی محتاج ہوتی تھین جو اُن کو حیرت اور تعجب مین ڈالین - پس جس وقت کہ علم اور تہذیب کے آفتاب نے اُٹھ کر اپنا جمال جہان آرا دنیا کو دکھایا اور اُس کی نورانی شعاعون نے جہالت کی تاریکی کے بدنما پردے کو چاک کر دیا - اُسی وقت ان اغراض کے لیے ایک دوسرے طرز کلام کی بنیاد رکھی گئی جس کو ہم جدید فصاحت کے نام سے ظاہر کرتے ہین یہ تقریر و تحریک کا سیدھا سادہ فن تھا جس مین نہ جوش و خروش کی ضرورت تھی نہ موزون اور باقاعدہ عبارتین اور نہ بندش الفاظ درکار تھی صرف صحیح واقعات کو جو حقیقت اور واقعیت رکھتے ہون لیکن عام خیالات اور فہم سے بالاتر ہون ایسے طور پر بیان کرنا کہ حقیقت اور واقعیت کا زور لوگون کی طبایع پر مؤثر ہو

اس سے پیشتر جو بڑی سلطنتین شام اور مصر کی تھین وہ شخصی طرز حکومت کی پابند تھین وہ ایام لوگون کے دلون کو شخصی عزت اور بزرگی کے خیالات سے بھرے رکھتے تھے - کوئی تحریک اُن پر کارگر نہ ہو سکتی تھی وہ صرف راہ نمائی کے محتاج اور عادی بن گئے تھے - لیکن یونان مین شخصی سلطنت کی صورت بگڑنے سے اُس کے لوازمات بھی متغیر ہو گئے اور وہ فن تحریک ایجاد ہوا جو اس وقت تک اس علم و فن کا مطالعہ کرنے والون سے بغیر تعریف و توصیف کے نہین پڑھا جاتا

یونان اُس وقت متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم تھا - خود مختار بادشاہ اُس پر حکومت کرتے تھے مگر یہ ریاستین بھی تہ و بالا ہو گئین اور ان کے بجائے بہت سی جمہوری حکومتین قائم ہوئین جن کے یک سان اصول تھے اور یک سان جوش آزادی اُن مین پایا جاتا تھا - اور ایک دوسرے کی رقیب اور حاسد تھین - ہم کہ سکتے ہین کہ یونان کا یہ آرائش و ترقی کا زمانہ جنگ مارتھن سے لے کر سکندر اعظم کے وقت تک رہا جس نے یونان کی آزادی کو مغلوب کر لیا - بس وہی ڈیڑھ صدی تھی جس مین یونان نے اپنے عجائبات دنیا کو دکھائے - اسی زمانے مین اُس کے مشہور شاعر اور فلاسفر اور خصوصاً اڈیٹر (فصیح مقرر) پیدا ہوے - کیون کہ شاعری اور فلسفہ

فصاحت اور ہر قسم کے علوم و فنون مین سب سے بڑھ کر قدم مارا تھا
وہ ایتھنز کی ریاست تھی - ایتھنز کے باشندے ذہین - ذکی - فہیم -
اور خوش طبع لوگ تھے - کاروبار مین مشاق - اور سلطنت کے متواتر اور
مسلسل انقلابون سے جو اُن کے وقت مین واقع ہوے اُن کی تیز زبانین
اور بھی ترقی کر گئی تھین - اُن کی طبایع مین جمہوری حکومت کا جوش آزادی
بھرا ہوا تھا اور اُن کے متفق جملہ افراد جمہور تھے - بڑے بڑے نازک اور
اہم معاملات پر فصحاے وقت کو بحث اور تقریر کرنے کی ضرورت ہوتی تھی
اور بڑی قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے تھے - اس فصاحت کا
اظہار کہین معمولی شغلون اور تعریف و توصیف حاصل کرنے کے مقابلون
کے لیے نہین ہوتا تھا - بل کہ سلطنت کے نہایت پیچیدہ اور اُلجھے ہوے
نازک معاملات کے فیصلون مین وہ لوگ اس قوت خداداد کے عجائبات
دکھاتے تھے اور بعض اوقات جب وہ حسب دستور رعایا کی طرف سے اہم
اور نازک امور سلطنت پر اظہار راے کے لیے منتخب کیے جاتے تھے تو
وہ اپنی عظیم جواب دہی کے سامنے خوف سے کانپتے تھے - اگر کوئی دولت
مند بادشاہ یہ چاہے کہ اپنی کثیر دولت کے خرچ کرنے سے فصاحت آموزی
کے لیے مدارس قائم کرے تو درحقیقت اس درجے کی کامیابی ہونا اور ایسے
فصیح مقرر پیدا کرنا جو یونان کی جمہوری ضرورتون اور آزادی کی دولت
نے پیدا کر دیے تھے بہت محال ہے ...

ستارے ہین یونان کے اُسی عدیم المثال زمانے کے یادگار ہین جن لوگون
نے اپنے آپ کو اس فن مین پورے درجے کے کمال تک پہونچا دیا تھا
وہ پھر معمولی مقرر نہ رہے تھے بل کہ شاہی اختیارات کے مالک اور لوگون
کے دل و جان پر پورا قابو رکھنے والے تھے۔

پائی سسٹریٹس وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے مقررین کے
معمولی درجے کی سطح سے اپنے آپ کو ممتاز کیا۔ یہ سولون کا ہم عصر تھا
جس کے آئین سلطنت کو اس نے تبدیل کر دیا تھا۔ اُس نے اپنی تمام قابلیت
اور دست گاہ کو جو اس فن مین رکھتا تھا شاہی قوت کے حاصل کرنے کی
کوشش مین صرف کر دیا ہر طرح اُس کو کام یابی ہوئی۔ اس کے بعد
آنے والا اور یقیناً عظیم المرتبہ مقرر پیری کلیز تھا جس نے فن فصاحت
کو ایک نامعلوم بلند مرتبہ تک پہونچا دیا۔ در اصل یہ ہے کہ جس طرح گذشتہ
زمانے مین اُس کی مثال کوئی نہ تھا اسی طرح آیندہ زمانے مین بھی اُس کے
مقابل کوئی نہین کھڑا ہوا۔ وہ صرف مقرر ہی نہ تھا بل کہ بڑے زمانہ کا مدبر
اور سردار تھا۔ چالیس برس تک اُس نے یونان پر پورے غلبہ سے حکومت
کی۔ گو اس کی اس حرص و ہوس کی لوگ ملامت کرتے ہون مگر اُس کے
بہت سے اوصاف مشہور آفاق بھی تھے۔ اُس کی راست بازی پر
لوگون کو پورا اعتماد تھا جس سے اُس کے الفاظ کا اثر بہت زیادہ ہوتا
تھا۔ اُس کے زور اور قوت کلام کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اُس کا

جاتا تھا کہ جب وہ بولتا تھا تو جیوپیٹر (قسمتون کا دیوتا) کی طرح گرجتا تھا
اس شخص نے تقریر کو بیشتر تحریر مین لے آنے کی رسم نکالی تھی۔

اس کے بعد بہت سے اور نامور فصحاے یونان ہوے ہین - مثلاً
کلی رون - السی بے آیڈ یز - کریٹی اُس اور تھیو میمیز وغیرہ -
ان کے بعد اور چند مشہور مقرر گذرے جن مین سقراط اعظم کا نام بھی شامل
ہے اور پھر ایک اخلاقی مقرر کا دور آیا جس کا نام ائی ساکرٹیز تھا - اس
کی پابندی قواعد اور قابلیت کا حال اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک تقریر
کے لکھنے مین جواب تک پینی گائرک کے نام سے مشہور ہے یہ دس برس
تک مصروف رہا - اُس کی خوب صورتی اور شان و زینت کا اندازہ بھی اسی
سے ہو سکتا ہے اسی اس اور لائی سی اس بھی اُسی زمانے کے مقررون
مین سے ہین جن کی بعض تقریرین اب تک محفوظ ہین - ان کی فصاحت
مین کسی قسم کا جوش و خروش نہ تھا اور نہ کسی اعلی پایہ کے مقرر کہلا سکتے ہین
البتہ اسی اس کی زیادہ شہرت اس وجہ سے ہوئی تھی کہ وہ آنے والے
شہنشاہ فن فصاحت یعنی ڈیما ستھنیز اعظم کا استاد تھا -

ڈیما ستھنیز کا زمانہ اس فن کے کمال کا زمانہ تھا - اس کی مشہور
فصاحت کی کہانیان ہین اور لازوال شہرت اب تک قائم ہے مگر جیسے کہ ہر
کمالے را زوالے مشہور ہے اس شخص کے کمال کے خاتمے پر سلطنت یونان
کی آزادی کا بھی خاتمہ ہو گیا اور فن فصاحت کا چراغ گل -

لگا کر دکھا یا مگر وہ ایجاد کا درجہ اُن کو نصیب نہ ہوا جو یونانیون کا حصہ تھا

البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس شے کو یونانیون نے ایجاد کیا تھا اہل روما نے اُس کو

مصفی اور مجلی کر دیا۔ لیکن بہت عرصہ تک اہل رومامین کوئی نام ونمود کا آدمی

نہ پیدا ہوا۔ یہان تک کہ اس تمام گذشتہ کمی کے پورا کرنے کے لئے اہل

رومامین سے ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس پر یہ قوم جس قدر فخر کرے تھوڑا

ہے یہ شخص اس فن کا ایک روشن ستارہ تھا جو اس نورانی آسمان پر ڈیمانستھنیز

کے بعد کسی نے نہ دیکھا تھا۔ اور شاید ڈیمانستھنیز کی روشنی بھی اس کے سامنے

بعض اوقات ماند پڑگئی معلوم ہوتی تھی۔ اس کا لافانی نام سیسرو تھا۔

اہل روما ایک وحشی اور جنگ جو قوم تھی جو علوم وفنون کے نام سے

مطلق بے خبر تھی۔ فتح یونان کے بعد اُن کی توجہ علوم وفنون کی جانب

راغب ہوئی اور اُن کی تدوین وتحقیق مین انھون نے بھی بہت کچھ زور طبعیت

دکھائے مگر اس بات سے وہ انکار نہین کر سکتے کہ تمام علوم وفنون مین اور

ایسے ہی فن فصاحت مین اہل یونان کو اُن کی اُستادی کا فخر حاصل ہے

ایک زمانے تک تو وہ ان علوم سے واقف اور آشنا ہونے کے لیے

اُس کی ترقی کے لحاظ سے بالکل گم نامی کی حالت مین تھے مگر آخرکار ایسا

وقت بھی آگیا جو اس قوم کی تاریخی یادگارون کو زیب وزینت بخشنے کے

لیے موسوم ہو چکا تھا۔ اسی وقت فن فصاحت کا یہ روشن ستارہ بھی دنیا کو

اپنی روشنی دکھانے کے لیے اُٹھا اور ...

کم دیکھی تھی۔ اگر لفظون کی قوت اور دل مین سوزش پیدا کرنے والی حرارت کی کیفیت دیکھنی ہو تو وہ صرف سسرو کی کلام مین مل سکتی ہے جس طرح ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی سے بارش کا صاف اور ستھرا پانی بڑے زور اور نہ رکنے والی تیزی کے ساتھ بہتا ہے اور پہاڑ کے نشیب و فراز مین سب رکاوٹین طے کرتا ہوا نیچے کو آتا ہے اسی طرح سسرو کا کلام عجیب و غریب تماشا دکھاتا ہوا خیالات کے پہاڑ پر چلتا ہے۔

اکثر لوگون نے ڈیماستھنیز اور سسرو کی کلام کا مقابلہ کیا ہے اور ایک یا دوسرے کے حق مین راے دی ہے اور بعض لوگون نے سسرو کی کلام پر نکتہ چینی کر کے اس مین عیوب ظاہر کیئے ہین ان مین سے اکثر تو ایسے ہین جن کی راے طرف داری کے معیوب رنگ مین رنگی ہوئی ہے۔ لیکن کچھ ہی ہو اس بات سے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ اس فن کی سرداری کا قابل عزت تمغہ صرف انھین دو شخصون کے جسم پر زیب دیتا ہے اور بس۔

لیکن اہل روما کے درمیان فصاحت کی حکومت چند روزہ تھی سسرو کی موت کے ساتھ اہل روما کی آزادی بھی خاک مین مل گئی اور فصاحت دنیا کو خیرباد کہہ کر چل دی۔

اس کے بعد علوم و فنون کی اشاعت اور تحقیق و تدوین کے لحاظ سے اہل عرب یا مسلمانون کا ممتاز زمانہ آتا ہے جس نے تمام گذشتہ ترقیون کو اپنی بے مثال کوششون کے سامنے گرد کر دیا۔ مسلمانون نے اگرچہ مختلف علوم و فنون

علوم و فنون پیدا اور ایجاد کیے تھے مگر فن فصاحت کی طرف اُنھون
کبھی توجہ نہین کی۔ رزمیہ اور عشقیہ شاعری مین انھون نے بڑے بڑے کمال
دکھائے اور نازک خیالیون کی بنجر زمین کو نہایت خوش نما پھول دار پودون
سے ڈھانپ دیا تھا۔ اس قسم کی عام ضرورتون کو بھی جو فصاحت سے متعلق
تھین اُنھون نے بعض اوقات شاعری کے ذریعے سے پورا کر لیا ہے۔
گو بعض اوقات اُن مین اس فصاحت کے نشانات بھی پائے گئے ہین کہ
اپنی فصیح تقریرون سے لوگون کے دل پھیر دیتے تھے اور اس جنگ جو قوم
کو جس غرض کے لیے چاہتے تھے آمادہ کر لیتے تھے اور اس مین شک نہین
کہ عرب کو اپنی فصاحت اور بلاغت پر بے انتہا فخر تھا۔

البتہ قرآن مجید کی زبان مین اس درجے کی فصاحت اور بلاغت بھری
ہوئی تھی کہ اگر ہم اُس کو فن فصاحت کے متعلق کرنا چاہین تو بے تامل یہ کہا
جا سکتا ہے کہ عرب کی گذشتہ موجودہ اور آیندہ فصاحتون کا اُس پر خاتمہ
ہو گیا تھا۔ اُس پُر صداقت زورِ کلام نے تمام عرب کی فصاحت و بلاغت کا بل
توڑ دیا تھا اور وہ سچا جوش اور حقیقی قوت جو اُس کلام کے اندر تھی اُس نے
لاکھون سنگ دلون کے دل پگھلا کر موم کی طرح نرم کر دیے تھے۔ اُس کی فصاحت
و بلاغت اور قوت کے بیان کرنے کے لیے الفاظ تلاش کرنا بے فائدہ ہے

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی — عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل مین سب کے لگا دی — اک آواز مین سوتی بستی جگا دی

مگر اصل یہ ہے کہ قرآن کی زبان کو فن فصاحت کے متعلق کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔ فصاحت مین جو شرائط کہ خیالات کو ایک خاص طرز کلام مین بند کرنے اور خاص مصنوعی طریقون مین بیان کرنے کے ہین وہ اُس مین نہین پائے جاتے۔ وہ خیالات خدائی اور خدا کے سکھلائے ہوے تھے اور اُن کے ظاہر کرنے والے کی زبان بھی مصنوعی نہ تھی۔ وہ تو ایک اُمی اور ناخواندہ نبی کی زبان تھی جس نے نہ علوم و فنون پڑھے تھے نہ فصاحت کے قواعد اُس کے کان مین پہونچے تھے اور نہ خیالات کو ترتیب دینے کے لیے کسی روز الگ بیٹھا تھا۔

مسلمانون کے حالات مین اس قدر تو پتہ لگتا ہے کہ جب اُن کے علوم و فنون مین ترقی ہوگئی تھی اور درس و تدریس کا چرچا عام ہو گیا تھا۔ بعض اوقات اُستادان علوم و فنون اپنے شاگردون مین کھڑے ہو کر خاص خاص مضامین پر لکچر دیتے تھے جیسے کہ آج کل لکچر دینے کا دستور ہے اور اُس کو املا کہتے تھے۔ مگر اس کو فن فصاحت کے متعلق کوئی شے جاننا صحیح نہ ہو گا۔ مسلمانون مین جو طریقہ وعظ و نصیحت کا جاری ہے۔ اُس مین سوائے اخلاقی اور دینی پند و نصائح کے اور کچھ نہین ہوتا اور اُس مین بھی فصاحت کو کچھ دخل نہین ہے۔ مگر اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ اسلام نے اس شریف فن کی ترویج۔ تدوین اور تکمیل کے لیے جس خوبی سے بنیاد ڈالی تھی اُس کی مثال کسی دوسرے قانون مین نہین مل سکتی۔ ہر ایک نماز کے بعد وعظ و نصیحت

ایک عمدہ میدان تھا - اور درحقیقت مسلمانون کو اُن کی ضرورت سے
آگاہ کرنے - واجبی طریقون سے اختیار کرنے اور ناواجب امور کے
چھڑا دینے کے لیے خواہ وہ اخلاقی اور تمدنی ہون اور خواہ پولٹیکل اس
سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہو سکتا تھا - اور خود اس کی پیروی ہی فصاحت کی
اغرض کو پورا کرنے والی تھی مگر نہین کہا جا سکتا کہ مسلمانون نے کسی زمانہ
مین شارع اور مقنن کی اغراض کو پورا کر کے دکھایا ہو -
مسلمانون کے بعد زمانے مین اگر ہم کسی قوم کا نام فصاحت کے
متعلق لے سکتے ہین تو وہ انگریزون اور فرانسیسیون کی قوم ہے - لیکن
اگر ہماری یہ خواہش ہو کہ ڈیماستھنیز اور سیسرو کی فصاحت
کا نمونہ ان زبانون مین دیکھ لین تو یہ کبھی پوری نہ ہوگی - اس وقت تک یہ
دونون نام شہرت مین عدیم المثال کھڑے ہین اور خود انگلستان اور فرانس
کے علما مقر ہین کہ ایام حال کے فصحا اور مقررین مین سے کسی شخص کو اُن
کے قریب لے جانے کی کوشش کرنی بالکل فضول اور بے کار ہوگی - در
حقیقت یہ امر حسرت انگیز ہے کہ انگلستان اس بارے مین نہ صرف یونان
اور روم سے بل کہ فرانس سے بھی ہیارہ گیا ہے - انگلستان نے دیگر علوم
وفنون کی مختلف شاخون مین ایسے ایسے بے مثال علما پیدا کیے ہین کہ
کہ اس لحاظ سے دنیا کی کوئی قوم اُن کے مقابل کھڑا ہونے کا دعوی
نہین کر سکتی - اسی طرح اُس کے لاثانی مورخ اور نامور شاعر اپنی شہرت

اور موجودہ فصاحت کے مضمون پر بحث کی ہے اور انگلستان کی اس کمی
کے اسباب و وجوہات بیان کیے ہین جن کا ذکر کرنا اس موقع پر بے فائدہ
ہوگا۔ لیکن اگر گذشتہ فصاحت سے موجودہ کو علیحدہ کر لیا جاے اور
اس زمانے کے لیے ایک نیا معیار قائم کیا جاے تو فرانس۔ انگلستان
اور امریکہ کی فہرستون مین بہت سے ممتاز نام مل جائین گے جنھون نے
انگلستان کی شریف پارلیمنٹ۔ فرانس اور امریکہ کے مجلسون کے میدان مین
اس فن پر وقتاً فوقتاً طبع آزمائی کی ہے۔

اب ایک نظر سے ہمارے اس وسیع مگر بدقسمت ملک کو دیکھنا چاہیے۔
کہ جس ہوا مین وہ دم لے رہا ہے اُس مین نہ گذشتہ ترقیون کا کوئی نشان
ہے اور نہ موجودہ شایستگی کی کوئی علامت ہے۔ فصاحت کے عجیب و غریب
کرشمون کو تو چھوڑ دو سلیس اور سیدھی زبان مین تقریر کرنے کے حال سے
بھی بے خبر ہین۔ انگریزی تعلیم یافتہ اشخاص مین سے بابو کیشب چندر سین
اور چند اور بنگالی اشخاص ایسے ہوے ہین یا اب بھی ہین جنھون نے بولنے
کے عام طبقہ مین نام پایا ہے مگر ہماری زبان مین باقاعدہ بولنے والے ایسے
عنقا ہین کہ اگر آفتاب کی روشنی اُن کے تلاش کرنے کے لیے قریب تر
بھی لائی جاے تو کوئی نہ ملے گا۔ انھون نے فصیح تقریر کرنے اور عام
مجلسون اور عام لوگون کے گروہون کے درمیان کسی خاص انداز سے
بولنے کے ساتھ کوئی غرض ہی وابستہ نہین کی ہے۔ حالانکہ اس قسم

کی ضرورتوں کی کوئی حد نہیں ہے [illegible]

والون کی ضرورت ہے وہ بھٹکے ہوسے ہین اُن مین راہ نماؤن کی ضرورت ہے۔ اُن کے دل مردہ ہو گئے ہین اُن مین جلانے والون کی ضرورت ہے، اُن کے حب وطن اور حب قومی کے خیالات جاتے رہے ہین اُن مین واپس لانے والون کی ضرورت ہے۔ وہ اپنے گذشتہ عروج و اقبال کے قصے بھول گئے ہین اُن مین یاد دلانے والون کی ضرورت ہے۔ اُن کی قومی حمیت اور غیرت کی آگ اُن کے دلون مین بجھ گئی ہے اُس کے مشتعل کرنے والون کی ضرورت ہے اور اُن کی ہمت و مردانگی کے جوش ٹھنڈے ہو گئے ہین اُن مین گرما دینے والون کی ضرورت ہے۔ اُن کے اجزا پراگندہ ہو گئے ہین اُن کے جمع کرنے کی ضرورت ہے حسد اور نفاق کی آگ اُن مین جل رہی ہے اُس کے بجھانے کی ضرورت ہے۔ اتفاق اور یک جہتی کے فوائد سے وہ آگاہ نہین ہین اس نعمت کی خوبیان سمجھانے کی ضرورت ہے، جو خدا نے اُن کو یہ کہہ کر بخشی تھی کہ کنتم اعداً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

غرض وہ تمام ضرورتین جو کسی دوسرے ملک مین فصاحت سے وابستہ ہو سکتی ہین ویسی ہی بل کہ اُس سے بھی زیادہ ہمارے ملک کو درپیش ہین واعظون کے لیے ضروری ہے کہ اپنے پیشے کے فرائض کو کما حقہ ادا کرنے کے لیے اس فن کی تعلیم پائین وکیلون کے لیے ضروری ہے کہ اس فن سے

اسی فن کی واقفیت ضروری ہے۔ اسی طرح اور بہت سے کاروبار کی شاخون مین اس فن کے جاننے کے بغیر کام نہین چل سکتا مگر ہوئے ہین کہ اپنی ضرورتون کی طرف سے بالکل بے خبر سوتے ہین اور نہین جانتے کہ اس قسم کا بھی کوئی فن ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے اُن کو ایسی ہی کوشش کرنی چاہیے جیسے کہ کسی دوسری ضروری چیز کے حاصل کرنے کے لیئے۔

اُردو زبان مین عام طور پر بلالحاظ شرائط فن فصاحت کے عمدہ تقریر کرنے والون کو اگر ہم تلاش کرتے ہین تو اُس ایک مرثیہ خوان قوم وملت کے سوائے ایک شخص بھی اور نظر نہین آتا جس کو اس عام طبقہ کے مقررین مین ہی شمار کیا جا سکے۔

اُردو زبان گو اب تک کوئی ایسی زبان ہونے کا دعوی نہین کرسکتی جو یورپ کی علمی زبانون مثلاً انگریزی یا فرنساویہ کی طرح کوئی مفید زبان ہوگئی ہو۔ مگر اس امر سے کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کہ جو درجہ ذولیت کا یورپ مین فرنساویہ یا فرانسیسی زبان کو حاصل ہے وہی ایشیا مین ہماری اُردو زبان کا حصہ ہے۔ ایشیا کے اس وسیع ملک ہندوستان مین اس زبان کا فائدہ مسلم ہے اور مسافران ممالک غیر سے معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی مسافر ان غیر ممالک کی زبانون سے آشنا نہ ہو تو اُردو جاننے سے ایشیا مین اپنے سفر کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔ بہر کیف محبان قوم

ان سے ہوتے اُس سے کرتے سے دریغ نہ کرین

اپنی زبان مین لے آنے اور اس شریف فن کی اپنی زبان مین بنیاد رکھنے

سے ہم بہت کچھ فائدے کی امید کر سکتے ہین - جو کہ عوام کی زبان ہی وہ

زبان ہو سکتی ہے جس کے ذریعے سے ضرورت وقت کی صدائین اُن کے

کانون مین پہونچائی جائین - پس اُردو زبان مین ایسے فن کے لیے آنے

کی جو ضرورت ہے اُس کا اندازہ اُنھین بے شمار ضروریات سے ہو سکتا

ہے جو ہمارے ملک اور قوم کو درپیش ہین -

ہم کو یقین ہے کہ لوگ ہماری اس آواز کو سُن کر جو شاید اس قسم کی

سب سے پہلی آواز ہو گی متعجب ہون گے کہ علاوہ اس زبان اور طرز گفت و گو

کے جو سب لوگ جانتے ہین فن تقریر اور کیا چیز ہو سکتا ہے جس کے

سیکھنے کے لیے خاص توجہ اور خاص محنت درکار ہے - مگر ہم فن تقریر کے

فوائد کی طرف اشارہ کر چکے ہین اور اس سے زیادہ تشریح کرنے کی ضرورت

نہین ہے کہ فصاحت نہ رونے کا نام ہے نہ ہنسنے کا - مگر ایک سحر کلام

کا نام ہے جو سننے والون کے دل پر ایک جادو کا سا اثر رکھتی ہو - نہ یہ آگ ہے

اور نہ ایسی چیز ہے جو آگ پیدا کرتی ہو - مگر اس مین ٹھنڈے دلون کو گرم

کرنے - اور گرم کیے ہوے کو شعلہ زن کرنے - اور جلتے ہوے سے دھوان

نکال دینے کا وصف پنہان ہے - نہ وہ تلوار ہے اور نہ جگر کو چھیدنے والا

تیر ہے - مگر ایک ایسی آب ہے جو کند زبان کی دھار کو تیز کرنے اور اُس سے

چیز ہوئی۔ جو ہمارے ملک کی نظر سے اب تک مخفی ہے۔

جب ہم فن تقریر اور فصاحت کے سیکھنے اور حاصل کرنے کا بیان کرتے ہین تو اس کی فائدہ مندی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب ہم یہ معلوم کرتے ہین کہ اس کا مادہ بعض دوسری قویٰ کے مانند نہین ہے جو انسان کی قدرتی بناوٹ کے ساتھ مقید اور محدود ہو گئے ہین۔ یعنی جس درجہ اور جس حالت مین خالق نے اُن کو پیدا کیا ہے انسانی کوششون سے اُن مین کمی یا بیشی کا ہو سکنا محال ہے۔ لیکن اس خاص فن کے متعلق ہمارے پاس ایسی خاص مثالین پہونچی ہین کہ استقلال اور کوشش سے اس کے شائقین نے اپنے آپ کو اس مرتبہ پر پہونچا کر دکھایا ہے جس تک پہونچنا ابتدا مین کوئی ممکن امر نہ معلوم ہوتا تھا۔ ڈیمانستھنیز کے مشہور قصہ کو دہرانے کی ضرورت نہین ہے کہ جب فن تقریر سیکھنے کا اشتیاق اُس پر غالب ہوا تو اُس مین ہمہ تن مصروف ہو کر اُس نے کوششین کرنی شروع کین مگر ابتدا مین سوائے ناکامی کے بدنما اور بھیانک صورتون کے اُسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ اُس کی زبان مین لکنت تھی۔ کافی جرات اور طاقت اُس مین موجود نہ تھی جب ایک مجمع عام مین کھڑا ہو کر بولا تو آخر پشیمان اور شرمندہ ہو کر ناکام واپس آنا پڑا۔ مگر استقلال اور ہمت نے اُس کا ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ تاریک غار کے تنہا گوشون مین جا بیٹھا کہ بے خلل اس کا مطالعہ کر سکے۔ سمندر کے کنارے پر جا کر جہان کہ پرشور لہرون کے شور و غل مین کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی اُس نے چلانا شروع کیا تا کہ اپنی

دور کرے۔ اُس نے گھر مین اپنے سر اور کندھون پر ایک تلوار لٹکا کر مشق کی تاکہ کسی بدنما حرکت کی عادت چھوٹ جائے اور آخرکار اُس اَن تھک اور ثابت قدم جوان مرد نے وہ دن دیکھا اور دنیا کو دکھایا کہ تواریخ کے صفحون پر فن تقریر اور فصاحت کی فہرست مین اپنے نام کو سب سے ممتاز بنا لیا اور اس مملکت کی سرداری کا تاج پہننے کے سزاوار ہوگیا۔ جب ہم اس جرأت بخش قصہ کو پلوٹارک کی زبان سے سُنتے ہین تو فن تقریر کے حاصل کرنے کے باب مین ہمارے دل کو نہایت تقویت حاصل ہوتی ہے اور ہم سیکھتے ہین کہ استقلال اور ثابت قدمی کے سہارے سے ہم اُس حالت تک پہونچنے کی امید کرسکتے ہین جو ابتدا مین محال اور ناممکن الحصول معلوم ہوتی ہو۔

ہم کو اس رسالے کے لکھنے سے یہ دعویٰ نہین ہے کہ اُردو زبان مین اس فن کی ترویج اور تدوین کے لیے جس قدر بحث اور اختراع کی ضرورت ہے وہ کسی طرح ہم نے پوری کرلی ہے۔ ہماری غرض صرف لوگون کو اس کی فائدہ مندی سے آگاہ کرنا اور عام طور پر چند ضروری ہدایات کا بیان کرنا ہے تاکہ اگر بعض شایقین اس فن کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہون تو کسی قدر ایسے نقصانات سے بچین اور خوف و خطر سے محفوظ رہین جو کہ ہر ایک نئے راستہ مین عموماً مقابلہ مین آجاتے ہین۔ اس رسالہ کا ایک نہایت مفید

کوشش کرون گا کہ کتاب کی اکثر باقی سعادت سے اس کو دوسرے حصہ
مین پورا کردون۔

یہ کتاب سوا اس کے کچھ نہین ہے کہ ایک مشہور انگریزی عالم کی کتاب کا جو اس فن پر لکھی ہوئی ہے خلاصہ ہے۔ مگر امید ہے کہ میرے ہم وطن میری اس ناچیز محنت کے نتیجہ کو قبول فرما کر مجھے اپنا احسان مند بنائین گے۔

سمرسیٹ - ٹاٹن
۱۴ - مارچ ۱۸۹۰ء

خاکسار سراج الدین

دوسرا باب

قدرتی اوصاف

یہ امر کسی بحث کا محتاج نہین ہے کہ حقیقی اور اصلی قابلیت کی نبیاد وہ جوہر اور مادہ لیاقت ہے جو قدرت کا انعام ہے اور اگر فطرتی طور پر کوئی شخص اُس بخشش کے حاصل کرنے سے محروم رہا ہو تو کسی تعلیم اور مطالعہ کی مدد سے اُس کو حاصل نہین کرسکتا یہ سچا مسئلہ خصوصاً فن تقریر پر صادق آتا ہے کہ اگر ایک مقرر کو فطرت الہی نے چند خاص اوصاف نہ عطا کیئے ہون تو وہ درجہ امتیاز حاصل کرنے کی امید نہین کرسکتا۔

زندہ ادراک

سب سے پہلا ضروری وصف جو ایک عالم نے برجستہ تقریر کرنے کے فن پر اپنی قیمتی کتاب مین ایک مقرر کے لیے بیان کیا ہے وہ "زندہ ادراک" ہے جس سے یہ مراد ہے کہ انسان ہر ایک حالت اور خیال سے فوراً موثر ہونے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اگر غور کیا جاے تو معلوم ہو گا کہ تمام انسان ایک واقعہ سے یکسان طور پر موثر ہونے کی قابلیت نہین رکھتے۔ ایک شخص ہے جو ایک خاص گونہ خیالات سے زیادہ موثر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے قسم کے خیالات سے۔ اس امر کو ہم تمام فنون مین پاتے ہین۔ اسی فن مین جس سے ہمارا تعلق ہے ہم دیکھتے ہین کہ لوگون کو اُن مختلف خیالات کے مطابق جن سے

طرح ظاہر کرتے ہین کہ اُن کی ترکیبون اور مدارج اور تعلقات کا بہت زیادہ لحاظ رکھتے ہین وہ خیالات کے میل و تطابق اور اختلاف و تقابل کو کامل طور پر سمجھتے ہین اور اُن کو بڑی سہولیت - نرمی - نزاکت - لطافت اور باریکی کے ساتھ ادا کرتے ہین - وہ خیالات کا تصور اور مذاق رکھتے ہین اور صاف طور پر اس کا ادراک حاصل کرنے مین واضح طور پر خوب صورتی کے ساتھ اس کو بیان کر دیتے ہین ایسے اشخاص معلم اور اُستاد ہونے کے لیے بنائے گئے ہین

ایک دوسرا شخص ہے جو زم یا جوش والے خیالات اور تصورات سے زیادہ تر متمتع ہوتا ہے - وہ شخص زیادہ خوشی اور زیادہ کامیابی کے ساتھ ایسے خیالات کے پیدا کرنے مین مصروف ہو گا جو موثر ہو - اور محرک ہونے اشتعال اور جوش دلانے اور بڑی بے تابی کے ساتھ برانگیختہ کرنے کے لیے کارگر ہون - وہ شخص نو دل کی نسون کو پھلا اور تھرتھرا دینے والا ہو گا - اس قسم کا آدمی اُستاد یا معلم ہونے کے بجاے فصیح مقرر ہونے کے لیے زیادہ موزون ہے -

ایک تیسرا شخص ہے جو خیالات کی تصاویر اور تماثیل بنا بنا کر خوش ہوتا ہے، ہر ایک چیز جو اُس کی گرفت مین آ سکتی ہے اور اُس کو وہ دوبارہ ادا کر سکتا ہے وہ بڑے زور کے ساتھ اُس کے خیال مین آتی ہے بس وہ اُن خیالات کے بیان اور ادا کرنے مین بہت خوش ہوتا ہے - ایسا آدمی خصوصاً شرح

[illegible] باہم [illegible] قابل ہو کہ اُن سے تصورات
سواے دلچسپ اور لطیف باتین سننے کے اور کسی چیز کی اُس سے امید
نہین ہوسکتی۔ وہ اپنی رنگین اور دل آویز تصویرون سے البتہ دلون کو
کشش کرے گا۔

ان مختلف مثالون مین ہم دیکھتے ہین کہ ادراک ہر ایک شخص مین مختلف
حالات مین ہوتا ہے اور اس فن کی اغراض کے لیے ایک خاص قسم کا
ادراک ضروری ہے۔

تیز فہمی

دوسرا قدرتی وصف تیز فہمی ہے۔ " بولنے مین خیالات یا وہ چیز جو
خیال مین آئے پہلے تصورات اور خیالات مین لائی جاتی ہے اور پھر الفاظ
کلمات اور زبان مین۔ جیسے کہ بادل یا منجمد ابخرات سے تقطیر سے مینھ
بن جاتا ہے۔ وہ قوت جو دل کے اندرونی افعال پر یہ تغیر پیدا کرتی ہے
اُس کا نام فہم ہے" ایک مقرر مین اس قوت کا بدرجۂ غایت ہونا اور
اس کو مشق سے ترقی دے کر کمال تک پہونچانا نہایت ضروری ہے اور
یہ ایک ایسی قوت ہے جو فطرتًا اعلی مشق کے قابل بنائی گئی ہے یہ صرف
کلام کے تجویز کرنے ہی مین کار آمد نہین ہوتی بلکہ اُس کے ترتیب
کرنے اور جب فی البدیہہ اور برجستہ تقریر کرنے کی ضرورت ہو تو کلام کو
علی الترتیب حافظہ مین قائم کرنے اور پھر بہ صورت کلام ظاہر کرنے مین
نہایت ممد و معاون ہوتی [illegible]

جس قدر زیادہ فہم استعمال کیا جاوے اُسی قدر زیادہ کامیابی اُس کے بیان کرنے اور سامعین کو سمجھانے مین ہوگی۔

فہم عام

ایک نہایت مفید وصف جو ایک مقرر مین ہونا چاہیئے اُس کا ہم اب ذکر کرتے ہین۔ اور وہ فہم عام ہے۔ کسی شخص نے اُس کی صحیح تعریف کی ہے کہ یہ عقل سلیم کا وہ فعل ہے جس سے ایک شخص خیالات کی تیزی اور ایک قسم کے مذاق سے یہ معلوم کر لیتا ہے کہ خاص مقامات پر کون سی چیز واجب اور کون سی ناواجب ہے۔ ایک مقرر کے لیے یہ ہر ساعت کارآمد ہوگا اور اُس کو بتائے گا کہ کون سے خیالات۔ کون سے الفاظ اور کون سی عمدہ ترکیبین اُس کو استعمال کرنی چاہیین۔ اور کس کس سے اجتناب اور پرہیز کرنا چاہیئے۔ جب ایک مقرر کھڑا ہوگا۔ اُس کے تمام کلام پر اُسی کی حکومت ہوگی۔ اور اسی کے جائز یا ناجائز استعمال سے وہ سامعین کو خوش یا ناخوش کر سکے گا۔

سرگرمی

ہر ایک سچے مقرر کے اوصاف مین یہ ایک اور نہایت ضروری وصف ہے بہت بڑے وزنی دلائل کے مقابلے مین صرف اس وصف کا اظہار اُس کے معاملہ کے لیے بہت زیادہ ممد و معاون ہوگا۔ کیونکہ سامعین کے دلی جذبات اُن کے قوائے عقلیہ کی نسبت اکثر حالات مین زیادہ مضبوط ہوتے ہین۔ لندن کے بڑے پادری نے بٹیرٹن سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایکٹر کسی

اُن کے جوش برانگیختہ کر دیے جائین - حال آن کہ وہی لوگ گرجا مین آکر اُس وعظ و نصیحت کے سامنے جو اُن کے دائمی آرام اور فائدے سے متعلق ہے بالکل خاموش بیٹھے رہتے ہین - تو اُس تماشہ گر نے یہ جواب دیا کہ "صاحبان - یہ اس لیے ہے کہ ہم سرگرم ہین - تم سچ کو بطور فسانہ کے ظاہر کرتے ہو - ہم فسانہ کو مانند سچ کے"

اسی طرح ہم دیکھتے ہین کہ سٹیج پر ایکٹر بھی سرگرم ہونے سے کام لیتے ہین یعنی دوسرون پر اثر ڈالنے کے لیے پہلے خود اثر حاصل کرتے ہین اگر مقرر بھی دوسرون پر اثر ڈالنا چاہے تو چاہیے کہ پہلے خود اثر حاصل کرے تمام دنیا کی فصاحت اس کا بدل نہین ہو سکتی اور کس قدر زیادہ قدرت اس شخص مین ہوگی جس کی سرگرمی بناوٹی نہ ہو بلکہ اس کی فطرت کا ایک جزو ہو۔

ایسا مقرر جب کھڑا ہوگا تو ایک سرگرم دل والے شخص کی طرح کھڑا ہوگا بے مطلب وہ نہ بولے گا اور جب منہ کھولے گا تو اپنے تمام دل و روح کو اپنے کلام مین مستغرق کر دے گا - اور وہ کرے گا جو اپنی تمام قوت کے ساتھ کر سکتا ہے -

زندہ تصور

اس مین زندہ تصور کا ہونا بھی ضروری ہے اور مقرر کی قوی مین سے

اُس کے اظہار کا وقت نہ آ سکے اُسے محفوظ رکھتا ہے۔ ایک عالم کا قول ہے

کہ "تصور بھی مقرر کے لیئے نہایت ضروری ہے تاکہ گفت و گو کرتے ہوئے

جب کوئی نیا خیال اُس کے سامنے آئے تو اُس کی جانچ پڑتال اور موازنہ اور

اُس کی خوبی اور نقص کا امتحان کر کے مناسب مقام پر اُس کا اظہار کرنے کے

لیئے محفوظ رکھے" یہ آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس غرض کے لیئے کس

درجے کے تصور کی تیزی اور چستی درکار ہے۔ جو تصویر الفاظ مین ظاہر کرنی ہوتی

ہے پہلے دل مین بنائی جاتی ہے اور ایسے خوش نما اور دل فریب رنگون سے

آراستہ کی جاتی ہے کہ مقرر بلا تامل اُس کے مفید اظہار کے لائق ہوتا ہے۔

مضبوط ارادہ

ایک بڑے پایہ کا مقرر ہونے کے لیئے ایک مضبوط اور قاطع ارادہ درکار

ہے اگر ایک شخص بزدل اور مذبذب ہوگا تو کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ خود سامعین

کے سامنے کھڑا ہونے کے لیئے جرات درکار ہے اُن کے سامنے اپنے خیالات

ظاہر کرنے کے لیے زیادہ جرات اور عوام الناس کی مخالف آرا کے سامنے اپنی

رائے کا اقرار اور اظہار کرنے کے لیے اور بھی زیادہ جرات درکار ہے۔ برجستہ

تقریر کرنے مین خصوصاً ایک شخص کا جری یا بہادر ہونا ضروری ہے۔ وہ

تمام طرف خوف سے گھرا ہوا ہے ممکن ہے کہ اُس کے الفاظ بھٹک جائین

اور خودستائی ہمیشہ معیوب ہین - اس عالم کے الفاظ یہ ہین - "سب سے بڑھ کر ہر ایک قسم کی خودستائی نہایت معیوب ہے - اور خصوصاً اپنی فصاحت کی تعریف - کیون کہ اس سے سامعین صرف رنجیدہ ہی نہین ہوجاتے بل کہ بعض اوقات اُس سے متنفر ہوجاتے ہین پیشرو کہتا ہے کہ مین کبھی کسی ایسے مقرر کو پسند نہ کرتا تھا جو اپنی تقریر سے پیشتر کچھ تھوڑی سی گھبراہٹ مین نہ دکھائی دے - اور خود اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ بغیر خوف و لرزہ کے کبھی اُس نے کوئی تقریر شروع نہ کی تھی مگر اس کے معنی اعصابی ضعف اور کم زوری نہ سمجھنا چاہیین یہ ایک مختلف شے ہے - لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ایک مقرر عوام الناس کے سامنے جاتے وقت اپنی قوت پر اعتقاد رکھتا ہو اور وضع ظاہر سے یہ ثابت کرسکے کہ جس امر کی وہ تائید کرتا ہے اُس کی صداقت اور انصاف کی جانب سے وہ خوب پورا مطمئن ہے - یہ امر بھی اثر ڈالنے کے لیئے بہت کچھ مفید ہے -

کشادگی طبع

بوٹین ایک ضروری وصف بیان کرتا ہے جس کا نام اُس نے "کشادگی طبع" رکھا ہے - اس کی تشریح اُس نے اس طرح کی ہے:-

"جب ہم معلوم کرتے ہین یا خیال کرتے ہین کہ ایک سچا خیال ہمارے دل مین گذرا ہے تو دل مسرور ہوتا ہے اور اُس سے حظ اُٹھاتا ہے کیون کہ یہ اُس کی قدرتی غذا ہے - اُس کی تطبیق اور تشخیص مین دل اپنی قوت کشادگی

... ہے اور جو کچھ وہ جانتا ہے اُس کو دوسرون مین شایع کرے
اور جو کچھ وہ دیکھتا ہے اُس کو دوسرون کو دکھلا دینے کی خواہش اُس مین پیدا
ہوتی ہے۔ وہ اس مین خوش ہوتا ہے کہ حق کی روشنی کی مشعل بنے اور اُس کو
پھیلائے۔ بعض اوقات وہ اُس خوشی پر ناز کرتا ہے اور اپنے ابناے جنس کو شایستہ
بنانے۔ ایک حد تک اُن مین حکومت کرنے اور اپنے آپ کو اُن سے برتر جاننے
کا فخر اُس کے خیالات مین شامل ہوتا ہے ایک تیز فہم اور زیرک دل جو حق کو تلاش
کرتا ہے۔ اُس کو حاصل کر کے عمدگی سے مرتب کرتا ہے دوسرون مین اظہار
کا زیادہ شایق ہوتا ہے اور اگر ساتھ ہی وہ اس کی خوبی پر ناز کرنا جانتا ہو تو
کچھ شک نہین کہ مقرر ہونے کے جانب اُس کو کشش ہوگی اور قوت فصاحت
استعمال کرنے کے نہایت قابل ہوگا۔

لیکن اس کے علاوہ دل اور طبعیت کی ایک خاص صورت ہے جس کا
نتیجہ قریباً وہی ہے۔ جیسے کہ ہم عورتون اور بچون مین دیکھتے ہین کہ وہ اپنے
قابل تحسس ادراک رکھنے اور نزاکت اعضا اور حد درجے کے تلون کے سبب
سے اپنی مرضی اور نہایت آسانی سے گفت و گو کرتے ہین۔ کسی قدر یہ حالت
بھی ایک برجستہ گو مین ہونی ضروری ہے۔ ایک خوددار اور کم گو آدمی جو
بہت سوچتا ہے اور عرصہ دراز کے غور و فکر کے بعد ایک سچے خیال کی
ماہیت کو دریافت کر سکتا ہے۔ ایسا شخص برجستہ گوئی کے لیئے موزون نہین
ہے۔ ایک مغموم شخص ترش رو تنگ مزاج اور انسانون سے نفرت کرنے
والا جو سوسائٹی کو چھوڑ دیتا ہے ...

اور تنہا فکر و غور مین خوش رہتا ہے۔ عوام مین بولنے مین مشکل کام یاب ہوگا وہ اس کے لیئے مذاق نہین رکھتا۔ اور طبیعت فطرۃً اس کے خلاف بنائی گئی ہے۔ اس فن کے لیے ایک زیرک اور کشادہ بے باک۔ راسخ الاعتقاد اور مسرور طبع والا شخص درکار ہے۔ جو لوگون سے محبت کرے۔ اور دوسرون سے ملنے مین خوش ہو۔ بد اعتقادی دل کو۔ روح کو اور منھ کو بند کر دیتی ہے۔

تقریر کا جوہر ذاتی

یہی عالم۔ مقرر کے لیئے ایک دوسرے وصف کا ہونا ضروری بیان کرتا ہے۔ یعنی قوت تقریر کا فطرتی یا ذاتی جوہر۔ وہ کہتا ہے کہ فن تقریر ہر ایک شخص کی قابلیت گویائی یا تقریر کو درست اور کامل بنا سکتا ہے لیکن اُس کو پیدا نہین کر سکتا۔ ایک شخص کو قواعد اور علم بدیع یا معانی پڑھانے سے ہم اُس کو صحیح بولنا سکھلا سکتے ہین لیکن وہ بلند پروازی یا علم فصاحت نہین سکھلا سکتے جو دل سے آتا ہے۔ اور دل کو جاتا ہے ایسی فصاحت کچھ شبہہ نہین کہ فطرتی قابلیت ہے۔ دوسرے علوم و فنون کی طرح فصاحت کا بھی یہی حال ہے کہ اُس مین ہم اُسی صورت مین کام یاب ہو سکتے ہین جب کہ اُسی کے لیئے بنائے گئے ہون یا ہمارے دل مین ایک مخفی میلان اور خواہش اور ذوق اُس کے لیئے رکھا گیا ہو اور جس طرح کہ مقناطیسی سوئی شمال کی جانب جاتی ہے اسی طرح ہم بھی بار بار اپنے مضمون کی طرف جھکتے ہون۔ دنیا مین مختلف علوم و فنون نے بنیاد اور اشاعت اسی طرح پائی ہے کہ خود قدرت نے

وضع کیا گیا تھا۔

اخلاقی نیکی

اس امر کا لحاظ کرنا بھی فائدے سے خالی نہین ہے کہ اگر کوئی مقرر ممتاز مقام حاصل کرنا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ ایک نیک آدمی ہو۔ گذشتہ عالمان علم فصاحت کا یہ ایک دل پسند اصول تھا۔ شاید اُنھون نے اس قسم کے حالات بیان کرنے مین کسی قدر مبالغہ سے کام لیا ہو مگر اس مین شبہ نہین ہے کہ کوئی بُرا آدمی ایک اعلیٰ درجے کا مقرر نہین ہو سکتا۔ اُس کا دل ہمیشہ اُس قوت اور کشادگی سے محروم رہے گا جس کے بغیر شرافت خیالات دل مین نہین پیدا ہو سکتے اور موثر طور پر ظاہر نہین کیئے جا سکتے۔ کسی گناہ یا جرم کا علم گو وہ کسی صورت مین ہو آدمی کی ہمت اور حوصلہ کو پابہ زنجیر رکھتا ہے اور آزادی کے ساتھ اُبھرنے نہین دیتا۔ پشیمانی اور ندامت کا غم جو اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے اُس کو نیچے دبائے رکھتا ہے اور بلند خیالات کے پاکیزہ طریقے مین پرواز نہین کرنے دیتا۔ نیکی کے علم سے جو آزادی اور کشائش روح اور طبیعت کو حاصل ہوتی ہے اُس کے مانند کوئی چیز نہین ہے۔ وہ صرف مطالعہ کے لیئے ہی مفید نہین ہے بلکہ مطالعہ کے نتائج کا دوسرون پر اظہار کرنے کے لیئے بہت فائدہ مند ہے۔ کوئنٹیلین کے یہ الفاظ بھولنے کے لائق نہین ہین کہ اگر ایک جاگیر کا انتظام کرنے۔ معاملات خانہ داری کا اہتمام کرنے۔ اور شکار کے اشتیاق

ہوجاتا ہے تو نفسانی خواہشون اور طمع یا حسد کے کامون مین کس قدر وقت

ضائع و برباد ہو جاے گا - کوئی چیز ایسی مضطرب - ایسی پریشان - ایسی اپنے آپ

کی مخالف اور ہواے نفسانی کے متردد خیالات سے پراگندہ کی ہوئی نہین

ہے جیسے کہ ایک بُرا دل - اُس اضطراب - بدحواسی - آشفتگی اور برہمی مین جو اُس

سے پیدا ہوتی ہے حصول علم اور معزز فنون کی جستجو کرنے کے لئے

کون سا مقام رہ جاتا ہے جس کھیت مین خار دار جھاڑیان اور فضول گھاس

اُگی ہوئی ہو یقیناً کارآمد غلہ کی پیدائش کے لئے اُس مین کوئی جگہ باقی نہین

رہتی" اس سے بھی زیادہ یقینی امر یہ ہے کہ ایک مشہور بُرا آدمی عوام الناس

مین مقرر ہو کر کوئی اثر نہین ڈال سکتا - صرف یہی امر کہ اگر ہم ایک مقرر کی کمینہ

عادات اور اخلاق کی ناپاکی سے واقف ہون تو سامعین اُس کی راے کو

بداعتقادی اور بدظنی کے سوا ہرگز نہ سُنین گے - لیکن اگر اُس کی دیانت

اور راست بازی کا علم پہلے سے ہم کو اُس کے اقوال کی نسبت عمدہ راے

قائم کرنے کے لیے تیار رکھے گا - درحقیقت نیک ہونا اور اس خوبی سے مشہور

ہونا دو ضروری چیزین ہین -

تیسرا باب

مطالعہ

جب ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ ایک شخص کو مقرر ہونے کے لئے کون کون سے فطرتی اوصاف رکھنے چاہییں تو اب یہ بیان کرتے ہیں کہ اُس کو کون کون سا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کہ سپیچ ہر ایک چیز یا قریباً ہر ایک چیز بھی نہیں ہے۔ یہ اُس بنیاد سے زیادہ کچھ نہیں ہے جس پر شہرت کا خوش نما محل بنایا جائے۔

ان چند صفحوں میں ہم یہ بیان کریں گے کہ طالب علم کو کس چیز کی جانب سب سے زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے اور اگر وہ محنتی اور جفاکش ہوگا تو فن تقریر میں کامیاب ہونا ایک بالکل یقینی امر ہے۔

تحصیل علم

سب سے پہلے اُس کو علم کے ذخیرے جمع کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے اور اس ضرورت کو اُس کی پوری وسعت تک ماننا چاہیئے۔ فطرتی اوصاف اور قدرت کے عطیوں سے گو وہ کس درجہ بہرہ ور ہوا ہو مگر مطالعہ کے محصلہ عقل کے بغیر وہ سب جنس سودا و ہیچ ہیں۔ ایک باخبر عالم کا قول ہے کہ "چراغ فصاحت کے لیے تیل درکار ہے اور اُس کے اُکسانے کے لیے جوش اور تب وہ جلتا ہے اور روشنی پھیلاتا ہے۔" پس وہ تیل کون سا ہے۔ یہی سب سے زیادہ غور کے قابل ہے۔ اگر اُس کے خیالات کا ذخیرہ محدود ہو تو ممکن ہے کہ ایک نہایت

اور یہ ... ہمارہ دکھلا دیتی ہو تو اس سے بڑھ کر ... والی کون سی
چیز ہو سکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل **سیسرو** کی راے اس مضمون پر یہ تھی کہ مقرر ہونے کے لیے ایک شخص کو ہر ایک علم اور ہر ایک شے کا علم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی ایک مضمون پر اُسے تقریر کرنے کو کہا جاے اور یہی راے **سقراط** کی تھی کہ کوئی شخص ایک مضمون پر گفت و گو نہین کر سکتا جب تک کہ اُس کا کامل علم نہ رکھتا ہو۔ لیکن اس کے بعد اس امر پر غور کر کے کہ زندگی تھوڑی ہے **طلی** زور کے ساتھ یہ راے دیتا ہے کہ صرف علم کی اُن شاخون اور شعبون کا علم حاصل کرنا چاہیئے جو مقرر کے لئے بہت ضروری ہین **کونٹلین** نے بھی اس مضمون پر راے دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ لوگ یہ بات کہتے ہین کہ تمام مضامین پر بولنے کے لیے ایک مقرر کو جملہ علوم و فنون مین دست رس کامل رکھنا چاہیئے۔ مگر "میری راے مین کوئی شخص لائق اور فاضل مقرر نہین ہو سکتا جب تک کہ ہر ایک مفید اور ضروری مضمون اور تمام آزاد علوم و فنون کا علم نہ رکھتا ہو" لیکن ہماری راے مین ایک مقرر کے لیئے اُس مضمون سے کماحقہ واقف ہونا کافی ہے جس پر وہ بولنا چاہتا ہو اور جس پر وہ بولنا چاہتا۔ اُس کی جزئیات سے اُس کو خوب آگاہ ہونا چاہیئے **ابی بوتین** کا بھی یہی قول ہے کہ "جو لوگ عوام مین تقریر کرنا چاہئے ہین اُن کا ذخیرہ ایسے خیالات۔ تصورات اور اصول علم کا خزانہ ہونا چاہیئے جو مضبوط بنا ہوا اور آپس مین جوڑا ہوا ہو کہ کوئی فضول شے اُس سلسلہ مین داخل نہ ہو سکے اور ...

یہی نصاب کا عبور کر لینا نہایت مفید ہے کیون کہ اس طرح حاصل کیا ہوا علم ہماری ذہنی ساخت کا ایک جزو لاتیجزیٰ بن جاتا ہے اور کوئی بعد کی تعلیم یہ فائدہ نہین بخش سکتی۔ لیکن جو لوگ اس فائدے سے محروم رہے ہون اُن کی جرات اور ہمت افزائی کے لیے بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی طالب علم محنتی اور جفاکش نہ ہو اور ابتدائی مشکلات کے سامنے سرنگون ہو جائے تو اُس کو فضیلت حاصل کرنے کی امیدین چھوڑ دینا چاہیین۔ چاہیے کہ فضیلت اور نام وری کی امیدین اُس کے دل کو تقویت بخشین اور آیندہ عزت اور عظمت کے سب مشکلات اور تکالیف کو ہیچ سمجھے۔

طالب علم کو محنتی ہونا چاہیئے

ڈاکٹر بلیر کا قول ہے کہ سرگرم سخت کام کے بغیر کسی چیز مین فضیلت حاصل ہونا ناممکن ہے ہم کو یہ خیال نہ رکھنا چاہیئے کہ لیڈر یا واعظ یا مقرر ہونا ایک دھرتی کے پھول یا کلاہ باران کا سا معاملہ ہے۔ چند روزہ کوشش کرنے یا چند سالون تک تیاری اور مطالعہ کرنے اور پھر چھوڑ دینے سے بزرگی اور فضیلت نہین حاصل ہو سکتی۔ بل کہ اس کے حاصل کرنے کے لیے باقاعدہ محنت کرنا اور اُس کا عادی بن جانا اور ہر ایک محنت طلب موقع پر اپنے آپ کو اُس مین لگا دینے کے لیے تیار رکھنا ضروری ہے۔ یہ ہماری نیچر کا ایک مقررہ قانون ہے اور نہایت دانش مندانہ قانون ہے کیون کہ محنت درحقیقت ہر ایک خوشی کی چاشنی ہے جس کے بغیر زندگی بالکل بے مزہ اور بے لطف ہوگی۔ کوئی چیز معزز تحصیلات اور حقیقی

سے پیدا ہوتی ہے" ان اشارات کے ساتھ ہم یہاں کچھ ہدایات لکھ دیتے ہین جو متعلم کو دل مین رکھنے سے اپنے رستہ مین خوش رکھین گی۔ اور مشکلات کے وقت اُس کو جرات اور ہمت دلائین گی۔

۱۔ سب سے بالاتر یہ بات ہے کہ مطالعہ کرو۔ خواہ علم کے لیے یا کسی اور غرض سے مگر مطالعہ کرو۔ کیونکہ ابتدا مین تم خواہ کسی غرض سے مطالعہ کرنے لگو کچھ عرصہ کے بعد تم مطالعہ کو صرف مطالعہ کی خاطر پسند کرنے لگو گے۔

۲۔ نیچر ایک کامل مفکر بننے کی مانع نہین ہے۔ پس جو چیز کہ ممکن ہے ہم کو اُس سے کیون مایوس ہونا چاہیے۔

۳۔ ہر ایک چیز مین کمال حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس کو اپنی منزل مقصود ٹھہراؤ۔ اگرچہ بعض چیزون مین یہ ناقابل حصول ہوتا ہم وہ لوگ جو اس کو اپنا مقصد اور مدعا بنا لیتے ہین اُن کے مقابلہ مین جن کی سستی اور مایوسی اُس کو ناقابل حصول سمجھ کر چھوڑ دینے کو مجبور کرتی ہے اس کے بہت قریب پہونچ جاتے ہین۔

۴۔ اگر تم وہ حالت حاصل کرنا اور وہ چیز بننا چاہتے ہو جو تم کو حاصل نہین ہے اور تم نہین ہو تو اپنی موجودہ حالت سے ہمیشہ ناخوش رہو۔ کیونکہ جس حالت پر تم خوش ہوتے ہو وہان ٹھہر جاتے ہو اگر تم کہتے ہو "میرے پاس کافی ہے" تو تم مر جاتے ہو۔ ہمیشہ بڑھاؤ۔ ہمیشہ چلو ہمیشہ بڑھو۔ کبھی مت ٹھہرو۔ کبھی پیچھے نہ ہٹو کبھی مت گھٹاؤ۔

مسلسل چلانے سے اُس کو زرخیز اور سیراب رکھا جائے۔

طالب علم ہمیشہ ایک شکایت کرتے ہین کہ ان سب چیزون کے پڑھ لینے کے لیئے وقت تھوڑا ہے۔ اس پر کونسٹین نے خوب لکھا ہے کہ "یہ ہم ہی ہین جو وقت کو تھوڑا بناتے ہین۔ احتیاط اور باقاعدگی کے ساتھ ہم کس قدر وقت مطالعہ مین صرف کرتے ہین؟ ملاقاتین کرنے کے خالی از نفع دستور ہمارے وقت کو کس قدر تباہ کرتے ہین بعض لوگ سست باتون اور گپون مین وقت ضایع کر دیتے ہین۔ کچھ ایسے ہین جو عام سیر و تماشون اور دعوتون کے سلسلے مین اپنے وقت پر ظلم کرتے ہین یہ تمام وقت جو ہم فضول مشاغل کے حوالے کر دیتے ہین اگر مطالعہ مین صرف کرتے تو ہماری زندگی بہت لمبی ہوتی اور تحصیل علم کے لیئے بہت ہی کافی وقت ہوتا۔ مگر یہ ہم صرف اُس صورت مین کہتے ہین جب کہ صرف دن کے اوقات شمار مین لائے جائین۔ کیونکہ اس کے علاوہ ہماری راتین ہین جن کا ایک بہت بڑا حصہ جو ضروری نیند کے لیئے کافی ہو نکال لیا جائے تو ہماری اغراض کی معاونت کے لیئے بہت سا وقت پیچھے رہ جاتا ہے۔

لیکن اس بارے مین کہ ایک شخص کو کس چیز کا سب سے زیادہ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ زندگی مین جو پیشہ اُس کو اختیار کرنا ہو اُسی کی جزئیات کا نہایت وسعت اور فراخی کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ مگر مقررہ عام

اور ان سب مین مقدم دنیا کی واقفیت ہے۔ اُس کو ایک باریک بین اور نکتہ چین نگاہ سے انسانی زندگی کی مفید اور اہم کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور انسان کے دل کو مکر و تزویر کے عمق سے لے کر ظاہرداری اور بناوٹ کی سطح تک جاننا چاہیئے۔ جن لوگون کو وہ ہدایت کرنا اور راغب کرنا چاہتا ہے اُن کی خاص طبیعت اور اطوار سے پورے طور پر واقف ہونا چاہیئے۔

ایک مقدس عالم کا قول ہے کہ "اُس کو انسان کی نیچر اُس کے خاص مدعا اور اُس کی سچی رغبتون سے اور اُن حصون سے جن سے وہ مرکب ہے اور اُس کے جسم اور دل اور اُس کو خوش کرنے کے حقیقی ڈھنگ سے آگاہ ہونا چاہیئے۔ ایسا ہی اُس کو اُس کے جذبات اور اُن بے قاعدگیون کو جو اُن پر غالب ہین اور اُن پر حکومت کرنے کا فن سمجھنا چاہیئے۔ کہ کیونکر اُن کو فائدہ مند طور پر اُٹھایا اور نیک کام مین لگایا جا سکتا ہے"

اس مضمون پر شلر کا قاعدہ کارآمد ہو سکتا ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ

"اگر تو اپنے آپ کو جاننا چاہتا ہے تو دوسرون کے
افعال کو دیکھ۔ اگر دوسرون کو جاننا چاہتا ہے تو اپنے
دل کی طرف دیکھ۔"

بسٹرفی بھی اسی بات کی تاکید کرتا ہے کہ مقرر کو چاہیئے کہ انسانی زندگی کے واقعات کا امتحان کرے۔ غور اور بحث کرے اور اُن کو کام

اُس کو عام علم ادب کی خوب واقفیت حاصل کرنا چاہیے۔ ایسے مصنفین کے کلام کا مطالعہ کرنا چاہیے جو زبان کی پاکیزگی حسن بیان اور فصاحت کے لیے مشہور ہوں۔ اسی مسلسل مطالعہ سے بزرگی اور فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اُس کو علما کے کلام کے عمدہ حصے اور نہایت موزون الطبع شعرا کے کلام یاد کر لینے چاہیین۔ اور فرصت کے وقت اُن کو دہرانا اور پڑھنا چاہیے یہ مشق نہایت لطف انگیز اور پسندیدہ اور نہایت نفع بخش ہے۔

سسرو خاص کر کلام شعرا کے مطالعہ کی تاکید کرتا ہے۔ کیون کہ فصاحت شاعری سے بہت قرابت رکھتی ہے اور دونون کی صورتون مین ایک قریبی تعلق ہے۔

تھیوفراسٹس کہتا ہے کہ مقرر کے لیے کلام شعرا کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ مقرر کو ہر پہلو مین شاعری کی نقل کرنا واجب نہین ہے۔ مثلاً زبان کی آزادی اور تشبیہات اور استعارات کا بے روک استعمال شعرا کا مطلب عموماً خوش کرنا ہوتا ہے اور اس غرض کے لیے وہ بعض اوقات صرف جھوٹ ہی نہین بولتے بل کہ ناقابل اعتبار بات کہہ دیتے ہین۔

سب سے بڑا اصول یہی ہے کہ فصحا کا کلام پڑھنا چاہیے۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری زبان مین ایسا کلام بہت محدود حالت مین ہے۔ انگریزی اہل

کلام سے فائدہ اٹھا سکتے ہین۔

منطق

منطق بھی مقرر کے سامان کا ایک حصہ ہونا چاہیئے۔ بہت آدمی فطرتی طور پر اچھے منطقی ہوتے ہین۔ لیکن مفید یہ ہے کہ اس قدرتی بخشش کو ترتیب سے درجہ نہایت تک ترقی دی جاے۔ کیون کہ زندگی کے اس شعبہ مین جس کا ذکر ہم کر رہے ہین اس کا فائدہ بہت زیادہ ہے۔ مقرر کو اصول سے واقف ہونا چاہیئے اور اس فن کی مشاقی مین نہایت مہارت ہونی چاہیئے اس کو تعریف کرنا دلیل لانا اور حق نما باطل دلیل کا بطلان ثابت کرنے اور اصلیت ظاہر کرنے کے قواعد جاننا چاہیئین۔

منطق مین مہارت حاصل کرنے کے لیئے ایک آزمودہ کار منطقی سے عمدہ کتب پڑھنے سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہے۔ ایک عالم کا قول ہے کہ "جو لوگ فن تقریر کی تحصیل کرنا چاہتے ہین میری راے ہین اُن کو منطق پڑھنا چاہیئے جو صرف علم اصول تک محدود نہ ہو۔ بل کہ عملی طور پر مشق کرنا سکھا جاے جس سے دل کو علم آموز اور دل چسپ مضامین پر خیالات کی تقسیم اور ترکیب کے لیئے عمدہ تربیت حاصل ہو۔ یہ مشقیات تحریری یا زبانی ہونی چاہیئین اور ان مین زبان اخلاق یا تواریخ کے مضامین پر تقریرین ہونی چاہیئین۔ اور طالب علم کو کلام کے مختلف حصہ مثلاً ترتیب کے ...نچ۔ اسباب ثبوت۔ اور ایسے ہی دیگر نکات جو ایک عمدہ مضمون کے

بعض اوقات یہ چند مباحثین کے درمیان مباحثہ کی صورت مین ہونا چاہیے اور اُستاد کی نگرانی مین استدلال کے باقاعدہ طریقون کی سخت پابندی کرائی جانی چاہیے۔ مباحثین کو اجازت نہ ہونی چاہیے کہ منطقی قضیون کی صورت مین صحیح طرز استدلال برتنے کے بغیر تقریر کو شروع یا ختم کرین۔ البتہ اس عمل مین طوالت اور کچھ ناگواری پائی جاتی ہے مگر اس سے بڑی صفائی۔ باقاعدگی اور یقین پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ مباحث زبانی اور برجستہ طریق کلام مین ہونے چاہیین جس مین مباحثہ کے نامعلوم نکات جب طلبا کے سامنے آئین گے تو اُن کو اپنی جودت اور ذکاوت طبع دکھلانے اور برجستہ خیالات کو دل مین درست ترتیب دینے اور ظاہر کرنے کا موقع ملے گا۔ ہر ایک دعوی کے لیے دوسرا جانب مخالف دعوی کا اور بعض مؤید ہونے چاہیین۔ کیونکہ ہر ایک مضمون کے حق اور خلاف مین دلائل لائے جا سکتے ہین۔ اس سے طالب علم شے کے مختلف پہلوؤن سے اُسے دیکھنا سیکھ جائین گے اور ہمیشہ ایک ہی خیال یا رائے پر قائم رہنے کی عادت چھوٹ جائے گی۔ ان خیالات کی ورزشون کی نگرانی کے لیئے ایک ذہین اور مستقل مزاج اُستاد ہونا ضروری ہے۔

غور

مقرر کو غور اور استغراق سے بہت کام لینا چاہیئے یہی قوت کا راز ہے۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ اس دنیا مین بیجا دانست دار غور سے کم کیا جا سکتا ہے۔ مگر جو شخص کہ اس کو اختیار کرتا ہے وہ اپنے ابنائے جنس پر فضیلت اور فوقیت

مضمون نگاری

اُس کو مضمون نگاری کی بھی عادت پیدا کرنی چاہیئے اس سے کلام کی صحت اور عمدگی مین بہت مدد ملتی ہے۔ ہر ایک قسم کے مضامین اور اگر شاعری کا شوق ہو تو اُس پر بھی گاہ بگاہ لکھنا چاہیئے۔ مگر یہ مشق مسلسل اور باقاعدہ ہونی چاہیئے۔ گاہ بگاہ لکھنے سے کوئی فائدہ نہین۔ ایک نہایت عمدہ اور قابل تقلید قاعدہ یہ ہے کہ جب مضمون لکھنے بیٹھیں تو اسی مضمون پر اور مضمون نگارون کے مضامین بالکل نہ پڑھنے چاہیین۔ اپنے ہی خیالات پر غور و اندیشہ کے بعد خیالات جمع کرکے اور عمدہ ترتیب سے لکھ ڈالنا چاہیئے اور اُس وقت دیگر مضمون نگارون کے مضامین دیکھنے مین کوئی نقصان نہین ہے۔

کوئنٹلین نے تحریری مشق کی بڑے زور کے ساتھ تاکید کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس مین محنت بہت کرنی پڑتی ہے مگر فائدہ بھی بے حد حاصل ہوتا ہے سسرو نے قلم کو فصاحت کا صانع اور معلم کہا ہے جو بالکل درست ہے۔ وہ قدیم عالم کہتا ہے کہ "پس ہم کو جہان تک ممکن ہو احتیاط کے ساتھ لکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جس طرح زمین کو جتنا گہرا کھودا جاسے اُسی قدر بیج کی پرورش عمدہ ہوتی ہے اور زیادہ بار آور ہوتا ہے۔ اسی طرح دل کی ترقی جو صرف بالائی طور پر نہ ہوئی ہو نہایت کثرت کے ساتھ علم کی دولتین پیدا کرتی ہے اور نہایت ایمانداری کے ساتھ اُن کو محفوظ رکھتی ہے۔ کیونکہ اس احتیاط اور عمل

سے ضرورت اور حاجات کے مطابق سامان نکال لیا جا سکتا ہے

لیکن جب یہ صحیح ہے کہ عمدہ مقرر ہونے کے لیے بیشتر مضمون نگاری کا جاننا ضروری ہے تو اس کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ عمدہ مضمون نگار ہونے کے لیئے طرز تقریر کا جاننا ضروری ہے۔ یہ امر واقعات کی رو سے ثابت ہے کہ بہت سے لائق مضمون نگار بڑے عاجز مقرر ہوے ہین جس کی وجہ کی تحقیق مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ یا تو مشق کی ضرورت اور کمی کا نتیجہ ہوتا ہے یا عوام الناس کے سامنے اور مجمع کی گھبراہٹ مین دل کے جوش اور حیرانی سے پیدا ہوتا ہے۔

قادر الکلامی

مقرر ہونے کے لیئے زبان یا کلام پر پوری قدرت اور تصرف رکھنا ازبس ضروری ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لیئے مختلف مصنفین کے کلام کا پڑھنا اور خود لکھنا اور اس طرح مشق کرنا ضروری ہے کہ آخر کچھ عرصہ کے بعد وہ زبان اُس کے دل کا ایک آلہ ہو جاے اور واقعی تقریر کرنے کے موقعون پر اس بارہ مین کچھ دقت یا مشکل پیش نہ آے۔ مگر زبان کی حکومت حاصل کرنا درحقیقت ایک محنت طلب امر ہے اور اس کے لیے بہت سی کوشش اور سعی لازم ہے

انگریزی مقررون مین سے ولیم پٹ (جو بعد مین ارل آف کیتھم ہو گئے تھے) کا ایک عجیب واقعہ مشہور ہے کہ اپنی زبان پر قدرت حاصل کرنے کے لیے اس نے ایک بڑی ضخیم ڈکشنری (لغت) دو دفعہ پڑھی تھی۔ مسٹر ھال کولیب

اور یاد کرنے کی مشق کی جاے۔ مثلاً مین چاہتا ہون۔ میرا یہ ارادہ۔ یا مطلب یا خیال ہے۔ میری خواہش۔ ارادہ۔ آرزو۔ اور طبیعت کا میلان مجھے اس امر کی طرف مائل کرتا ہے اور پھر اسی طرح نفرت حقارت۔ ناپسندیدگی۔ کراہیت ناخوشی بیزاری۔ ناگواری۔ ناراضنی مخالفت۔ چڑ۔ گھن۔ عدم میلان۔ اعتراض ناموافقت وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک بچون کی سی مشق معلوم ہوتی ہے۔ مگر فائدہ مین کسی سے کم نہین ہے۔

ایک اور مشق کا عمدہ طریق یہ ہے کہ ایک کتاب کا کچھ حصہ دو تین دفعہ پڑھا جاے اور پھر کتاب کو بند کر کے دُہرایا جاے اور مضمون کتاب کو اپنے الفاظ مین ادا کیا جاے۔ کونٹلین نے ایک اور قاعدہ بھی بیان کیا ہے جو اس طرح ہے کہ کسی فصیح شاعر کے کلام کو پڑھ کر اُس کو نثر مین ادا کیا جاے اور اپنے خیالات کی آزادی سے اُس کو ایک تقریر کی صورت مین لا کر دُہرایا جاے۔ مگر ان مشقیات مین آدمی کے پاس سامعین نہ ہونے سے بے پروائی کی عادت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن اُس کو ہمیشہ یہ بات دل مین رکھنی چاہیے کہ یہ تمام محنت سامعین کے روبرو جانے کے لیے کر رہا ہے اور اس کو ہمیشہ اپنے تصور مین سامعین کا مجمع اپنے گرد رکھنا چاہیے۔

مشکلات

اُس کی پہلی کوششون مین خواہ وہ پرائیویٹ قسم کی ہون یا پبلک سکے

اور شاید کسی دفعہ فی الواقع ہول ناک ناکامی کا منھ دیکھے گا۔ لیکن اس سے

اُس کو شکستہ دل نہ ہونا چاہیے۔ اُس کو شیریڈن۔ رابرٹ ہال۔

ارل آف بیکنسفیلڈ کے حالات یاد کرنے چاہیین۔ ان مین سے پہلے

شخص کا حال اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب اُس نے سب سے پہلی دفعہ

پارلیمنٹ مین سپیچ دی تو اس درجہ ناکام ہوا کہ اُس کے دوستون نے اُسے

صلاح دی کہ دوبارہ آزمائش کرنے کی کوشش ہی نہ کرے۔ مگر شیریڈان

نے اس کو نہ مانا اور جواب دیا کہ "بخدا یہ میرے اندر ہے اور ضرور باہر آئے گا"

اور آخر جس درجہ کا مشہور سپیکر یا مقرر یہ شخص ہوا ہے سب جانتے ہین۔ رابرٹ

ہال جو انگلستان کا ایک مشہور واعظ گزرا ہے ابتدائی ناکامی اور آخر کامیابی

کی ایک اور مثال ہے۔ جن ایام مین وہ طالب علم تھا اور گرجا مین اُس کے

وعظ کرنے کی باری آئی تو کچھ عرصہ تک بول کر تھم گیا اور آخر اپنا منھ ڈھانپ

لیا اور کہنے لگا کہ "مین بدحواس ہو گیا ہون"۔ اور کہتے ہین اُس کی دوسری

کوشش کا نتیجہ بھی ایسی زبون ناکامی ہوئی کہ دیکھی نہ جا سکتی تھی۔ لارڈ

بیکنسفیلڈ نے جب سب سے پہلی دفعہ ھوس آف کامنز مین سپیچ

دی تو لوگون نے اُس کو ہنسی مین اُڑا دیا۔ مگر یہ نوجوان مقرر بیٹھ گیا اور یہ

پیشین گوئی کی جو آخر کار پوری ہوئی کہ "ایک وقت آئے گا جب تم میری تقریر

سنو گے"۔ یہ مثالین اور اس قسم کی بہت سی مثالین جن مین سے ایک ڈیماستھنیز

کی مثال ہم لکھ چکے ہین۔ اُن لوگون کے لیے جو فصاحت مین ممتاز درجہ حاصل

گرے گا اور اس کی نسبت بھی کہا جا سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ مشق سے اس کو مغلوب کیا جا سکتا ہے۔ پہلے پہل ایک چھوٹی سی مجلس مباحثہ کو خطاب کرنے سے شروع کر کے سپیکر آخرکار سامعین کی جماعت کے روبرو آنے کے قابل ہو جاے گا اور اسی طرح ایک بڑی جماعت اور پھر ایک اس سے بڑی اور آخرکار ایک بہت ہی بڑی جماعت کو خطاب کرنے کے لیے بے دھڑک بغیر کسی بزدلی کے خیال کے اٹھ کھڑا ہوگا۔ اور اس وقت اس کو کوئی تکلیف سواے اس کے نہ رہے گی کہ اپنے سامعین پر اچھی طرح حسب دل خواہ اثر ڈال سکے۔

خاموش تقریرین

خاموش تقریرون کی مشق اس غرض کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس مین طالب علم دل ہی دل مین تقریرین تجویز کرتا اور ادا کرتا ہے اور ایک لفظ تک زبان سے نہین نکالتا۔

حافظہ کی ترتیب

بہت کم چیزین ہین جو مقرر کے لیے حافظہ کی ترتیب سے زیادہ مفید ہون کیون کہ اگرچہ سب سے زیادہ موثر طریقہ برجستہ تقریر کرنے کا ہے جس مین الفاظ پیشتر نہین تیار کیے جاتے بل کہ اسی وقت کی ضرورت پر بنا لیے جاتے ہین مگر اس مین بھی خاکہ اور بندش کا یاد کر لینا ضروری ہے۔ اب یہ امر کہ حافظہ بدرجہ نہایت قابل ترتیب ہے زمانہ قدیم اور جدید کی مثالون سے معلوم ہو سکتا ہے کونٹیلین کا بیان ہے کہ تھیسٹیا کلیز ایک ایسا شخص یقین کیا جاتا ہے

جس نے ایک سال سے کم عرصہ مین فارسی زبان کو نہایت صحت اور درستی کے ساتھ پڑھ لیا تھا یا میتھرہڈیٹس جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ جن بائیس اقوام پر وہ حکومت کرتا تھا اُن کی بائیس ہی زبانین جانتا تھا یا سائرس کی نسبت یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ اپنی فوج کے ہر ایک سپاہی کا نام جانتا تھا۔

تاہم اکثر آدمیون کا حافظہ خراب ہوتا ہے جس کی وجہ شاید صرف یہی ہے کہ وہ توجہ اور اتصال خیالات کی عادت کی مشق نہین کرتے۔ اگر ان کو بہ خوبی ترقی دی جائے تو نقص حافظہ کی شکایتین بہت کم سُننے مین آئین گی۔

حفظ یاد کرنا

سب سے بہتر طریقہ ایک کلام کو یاد کرنے کا اُسے کئی حصون مین تقسیم کرنا اور علی الترتیب یکے بعد دیگرے یاد کرنا ہے۔ یہ معلوم ہو جائے گا کہ مضمون کا منطقی ترتیب مین آراستہ کرنا یاد کرنے کے لیئے بہت معاون ہوگا۔

حفظ یاد کرنے کا سب سے بہتر وقت رات کو سونے سے پہلے کا وقت ہے (بشرطیکہ شکم پر نہ ہو) دوسری صبح کو اُٹھ کر مضمون کو حفظ دُہرایا جا سکتا ہے

تیار حافظہ کے فوائد مین ہم لنکیسٹر کا حال پڑھتے ہین کہ جب اُس کو سکندر کے خلاف سازش کرنے کے جرم مین اپنی بریت کے لیئے عذر پیش کرنے کے واسطے فوج کے سامنے لائے تو گھبراہٹ مین اُس کی زبان تتلی ہو گئی اور چند الفاظ زبان پر آ کر رہ گئے۔ اگرچہ اُس کو قید خانہ مین سپیچ تیار کرنے کا موقع

سپنسر نے جو اوصاف ایک مقرر کے واسطے بیان کئے ہین وہ ہم یہان لکھ دیتے ہین - وہ کہتا ہے کہ "مقرر مین منطقی کی تیز فہمی - فلاسفر کی دانائی - قریباً ایک شاعر کی زبان - ایک قانون دان کا حافظہ - اور ایک عمدہ ایکٹر کی فصاحت اور حرکات ہونی چاہیین - اسی سبب سے دنیا مین جس چیز کا قحط ہے وہ ایک لائق مقرر ہے - کیون کہ یہ اوصاف جو ایک مقرر کے لیئے ضروری ہین کسی متوسط حالت مین ہونا کافی نہین ہین بل کہ یہ ضروری ہے کہ سب ملے ہوے ایک اعلی درجے کی مکمل حالت مین پائے جائین -

چوتھا باب

فصاحت کے مختلف فیلڈ

فیلڈ کے معنی کھیت یا میدان کے ہین - اور یہان اُن مختلف مواقع سے مراد ہے جہان فصاحت کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے - زمانہ قدیم مین فصاحت کے تین اقسام قرار دیے گئے تھے - ایک کے ذریعہ سے تعریف یا مذمت کرنے کا کام لیا جاتا تھا دوسرے سے پند و نصائح کا اور یہ عام مجمعون مین استعمال ہوتے تھے - تیسرے کو الزام لگانے یا جواب دہی کرنے یعنی عدالتون مین استعمال کیا جاتا تھا - مگر زمانۂ حال مین یورپ مین اس کے پانچ قسم قرار پائے ہین - پہلا مذہبی وعظ کا - دوسرا عدالتون کا - تیسرا پلیٹ فارم یعنی عام مجمعون مین تقریر کرنے کا - چوتھا سینٹ یعنی پارلیمنٹ مین گفت و گو کرنے کا - اور پانچوان مختلف تقریرون کا - مگر ہم اپنے ملک کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے ان مین سے صرف پہلے تین اقسام کا مختصر ذکر کرین گے -

منبر یا وعظ مذہبی

ایک شخص جو مذہبی واعظ بننا چاہتا ہے وہ فن فصاحت سے بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکتا ہے - اگرچہ اب تک یہ بات ہمارے ملک مین نامعلوم ہے - موجودہ واعظان مذہب نے جو طریقہ وعظ کا اختیار کیا ہے وہ صرف مجمع جہلا مین شاید کچھ موثر اور کارآمد ہوتا ہے - اور تعلیم یافتہ لوگ ایسے مواعظ

طریقے خوش آئند نہین ہین۔ ایک نیکو کار مذہبی واعظ کے لیے علوم مذہبی کا

بخوبی آگاہ ہونا سب سے پہلی ضرورت ہے اور جب وہ وعظ کہنے کے لیے

کھڑا ہو تو غیر مسلسل اور بے ربط مسائل کے بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے

اور ہمیشہ ایک مسئلے پر نہایت مدلل اور معقول بحث کرنا چاہیے۔ مذہبی واعظ

کے لیے ایک بات جو سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وعظ کہتے وقت

اُس کی صورت سے سنجیدگی اور سرگرمی دونون عیان ہون اگرچہ ان دونون

متضاد اوصاف کا ایک جا جمع ہونا مشکل ہے مگر مشق اور کوشش سے ایسا

ہو سکتا ہے۔

عدالت

عدالت مین جس قسم کی فصاحت کی ضرورت ہے اُس کے خاص اوصاف

صفائی اور سادگی ہین۔ مقرر کے خیالات بالکل عام روزمرہ زبان کے لباس

مین ملبوس ہونا چاہیین۔ جیسا کہ ہم آپس مین بات چیت کرنے مین استعمال کرتے

ہین۔ اگر فصاحت کے بڑے اندازون کو عدالتی گفت وگو مین استعمال کرنے

کی کوشش کی جائے تو یہ قابل تمسخر امر بن جائے گا۔

عدالتی مقرر کو یہ بات ہمیشہ دل مین رکھنی چاہیے کہ اُس کا مطلب عدالت کو

ترغیب دینا اور ججون کو ایک امر کا یقین دلانا ہے۔ پس اُس کو ایسی زبان

اختیار کرنی چاہیے جو اس غرض کے لیے موزون ہو۔ بعض اوقات عدالتی

مقررون مین ایک عام غلطی پائی جاتی ہے کہ وہ ایسی زبان استعمال کرتے ہین

اس وقت کی یہ کیفیت اچھی نہیں ہوتی۔ مقرر کو ایسی زبان اختیار کرنی

چاہیئے جس کو ہر ایک لیاقت کی عدالت بخوبی سمجھ سکے۔ اپنی صورت سے

ہمیشہ اس کو یہ اظہار کرنا چاہیئے کہ اپنے معاملے پر اس کو پورا اعتبار ہے گفتگو

گو صاف اور مدلل ہونی چاہیئے سر جینٹ کاکس کی ایک نصیحت ہے کہ "بہت

باتوں سے عدالت کو تھکا نہ دو۔ اگر سامعین میں تھک جانے کے علامات دیکھو

تو اپنی تقریر کو قطع کر کے بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ اس وقت تم صرف اپنی عمدہ دلائل اور

ہنرمندانہ فصاحت ہی کو ضایع نہیں کر رہے ہوتے۔ بلکہ اپنی کامیابی کی پہلی

کوششوں اور اثرات کو تباہ کر رہے ہوتے ہو اور ہر ایک قدم تمھارا کامیابی

کے رستہ میں پیچھے ہٹ رہا ہوتا ہے"۔

اعلیٰ عدالتوں کو خطاب کرنے کے لیئے ایک دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے

جو معقول اور مدلل پسند طبائع کے لیئے موزون ہو خیالات اور زبان مختصر اور

جامع ہوں۔ اور دلائل منطقی طور پر آراستہ کی ہوئی ہوں۔ گو ایک جج کو ایسے

طرز سے ناموافقت ہو۔ مگر جب دلائل عمدہ ڈھنگ سے پیش کیئے جائینگے

تو وہ اثر کیئے بغیر نہ رہیں گے۔ آخر خوش کلامی کا اثر بہت بڑا ہوتا ہے۔

پلیٹ فارم

یہ فصاحت کا وہ قسم ہے جس میں پبلک اور عوام الناس کو خطاب کرنے کے

جلسے عام تقریر شامل ہیں۔ اس کے متعلق اکثر امور کا بحث آیندہ صفحوں میں ہوگا

یہاں ہم کو صرف چند خاص حصوں کی طرف اشارہ کرنا ہے جو ان تقریروں

بالکل عام زبان اور تشبیہات اس موقع پر استعمال کرنی چاہئین ۔ مقرر کے خیالات گو کچھ ہی ہون مگر بالکل عام فہم زبان مین ظاہر ہونے چاہئین ۔ راجہ سیجمد کی نصیحت کو نہ بھولنا چاہیئے کہ " ایک دانا آدمی کی طرح سوچو مگر ایک عام آدمی کی طرح بولو" ایک دلیرانہ حرکات اور اشارات والا طریقہ توجہ اور کامیابی حاصل کرنے کے لیئے مفید ہے ۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ رنگین زبان کا استعمال کرنا بجائے کامیابی کے تمسخر پیدا کرے گا ۔ ان تقریرون مین جو عوام الناس کے گروہون مین کی جائین دلائل سے اس قدر فائدہ نہین ہو سکتا جس قدر کہ اُن کے خیالات کو تاکنے اور اُس کے لحاظ سے اثر ڈالنے کی کوشش کرنے سے ہوتا ہے ۔ سچا اثر پیدا کرنے کے لیئے یہ بات ہر ایک مقرر کو ملحوظ رکھنی چاہیئے ۔

پانچوان باب

طرز کلام اور ترتیب

غرض کا ایک ہونا

تمام لائق علما اس بات پر اتفاق رکھتے ہین کہ ایک کلام کا خاص امر اُس کی غرض کا ایک ہی ہونا ہے۔ کوئی ایک بڑا خیال تمام کلام کا مرکز ہونا چاہیئے اور ہر ایک چیز اُس کے گرد گردش کرنے والی ہونی چاہیئے یا اس طرح کہو کہ تمام کلام کا ایک خاص مدعا ہونا چاہیئے اور ہر ایک لفظ جو بولا جاے سامعین کو اُس مدعا کے قریب لے جانے والا ہونا چاہیئے۔ اُس مین زائد اور دور از کار کچھ نہ ہونا چاہیئے۔ مسٹر و نے جو فن تقریر کے لیئے ایک زرین مسئلہ بتایا ہے وہ یہی ہے کہ جو خیال تقریر کے خاص مدعا کو وسعت نہ دیتا ہو وہ خارج ہونے کے قابل ہے۔ یہ نقص انگریزی تقریرون مین عام طور پر پایا جاتا ہے اور اکثر تقریرون کو پڑھ کر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مقرر کا مدعا کیا ہے اور وہ کیا کہ رہا ہے۔ وہ اپنے دل مین ضرور کوئی خاص مدعا قرار دیئے ہون گے مگر بیان کرنے مین وہ اس کو اس قدر زائد امور سے بھر دیتے ہین کہ آخر اُس کا ماحصل کچھ نہین ہوتا۔

ترتیب

صرف یہی ضروری [illegible] ہے کہ جو کچھ کہا جاے وہ ایک خاص مدعا کے متعلق

مضمون کی باقاعدہ ترتیب کی ضرورت لازم آتی ہے - اگر ایک تقریر کی ترتیب کی نہ جاے تو وہ ایک بے پتوار کے جہاز کے مانند ہوگی جس کا کوئی ٹھکانا نہین ہوتا - اس مین اکثر جگہ تکرار ہو جاے گا - اکثر فروگذاشتین ہو جائین گی اور ایک ایسے مسافر کے مانند جو اندھیری رات مین انجان ملکون مین پھر رہا ہو مقرر کے خیالات بھی بھٹکتے پھرین گے اور سواے اتفاق کے اُن کا کوئی حامی نہ ہوگا -

طرز کلام

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو زبان ایک تقریر کے لیئے بہت موزون ہے وہ کتابون کی زبان نہین ہے - بے شک تقریر اور تحریر کی زبان مین بہت اختلاف ہے - تقریر کی زبان مین بہت وسعت اور آزادی ہے - کتابون مین ہم صحت اور درستی کی طرف دیکھتے ہین کہ زوائد سے خالی ہو - تکرار سے پاک اور زبان نہایت صاف اور سلیس ہو - لیکن تقریر مین ایک زیادہ سہل طرز کی گنجائش ہے جو ایسے قواعد کی زنجیرون سے جکڑا ہوا نہین ہے - اس مین تکرار کی اکثر ضرورت واقع ہوتی ہے - بعض بعض جملے کلام کو زیب دے جاتے ہین - ایک ہی خیال مختلف شکلون مین ظاہر کیا جا سکتا ہے - کیونکہ سامعین اس کو صرف مقرر کی زبان سے سُنتے ہین اور اُن کو یہ موقع حاصل نہین ہوتا کہ کتاب کی طرح اُس کو پھر پڑھین اور مشکل مقامات پر سوچین اور سمجھین - فاکس صاحب کا ایک قول ہے کہ جو سپیچ پڑھنے مین اچھی ہو وہ عمدہ سپیچ نہین ہوسکتی -

تقریر اور تحریر کے طرزون کے امتیاز کو پروفیسر [illegible]

بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عام بات چیت ایک چیز ہے۔ فن تقریر دوسری اور تحریر تیسری ۔ ہر ایک کے لیئے خاص قوی کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب ایک سے دوسری کی طرف جاتے ہین تو بعض خاص قوی کا استعمال چھوڑ دینا پڑتا ہے اور بعض دیگر استعمال مین لائے جاتے ہین ۔جب ایک شخص اپنے کسی دوست سے باتین کرتا ہے تو صرف چند متحد خیالات ظاہر کرتا ہے اور پھر غیر مربوط اور غیر مسلسل خیالات مین ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگتا ہے۔ جب وہ پبلک کے سامنے تقریر کرتا ہے تو خیالات کا بہیہ اپنی پوری تیزی کے ساتھ حرکت کرنے لگتا ہے۔ خیالات کا اتحاد اور اتصال عمل مین آتا ہے۔ آواز کا اُتار اور چڑھاؤ دیکھا جاتا ہے وہ بادلون کے مانند گرجتا ہے اور برستا ہے اور آخر کار جب وہ لکھتا ہے تو خیالات کے دیگر حالات عمل مین آتے ہین اور ایک محنت سے بنایا ہوا فقرہ اُٹھتا ہے اور ایک ندی کی طرح مضمون کے سبزہ زار مین چلتا ہے یا صفحہ پر ہزارون استعارون کے جواہر بے بہا سے دمکتا ہے۔

مگر یہ طرز کلام کا مسئلہ اس قدر وسیع ہے کہ اُس کے متعلق جس قدر بحث کی جائے کم ہے۔ سب سے اچھا معاون اس غرض کے لیئے زبان کے ایک پسندیدہ اور مستند عالم کی تصانیف کا مطالعہ ہے جو غور سے کیا جائے اور عمدہ کلام کے جس قدر لوازمات اور نکات ہین اُن کو پہچان کر اُنھین خوبیون کے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

[illegible]

ناکام ہوتی ہے جس کے لیئے وہ استعمال کی جاے۔ کونٹیلین کہتا ہے کہ فصاحت

کی خاص فضیلت شستگی زبان ہے۔ تو یہ ایک ایسی صورت ہے جو سامعین

کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہوجانی چاہیئے۔ جو زبان کہ ایک مجمع کے لیئے قابل

فہم اور موزون ہوگی وہ دوسرے کے لیئے ایسی نہ ہوگی۔ جب ہم کو کم دماغی تربیت

کے لوگون سے سابقہ پڑے گا تو ایک زیادہ آسان طرز اختیار کرنا پڑے گا۔

لیکن جب اس غلطی سے بچنے لگین تو ایک ملال انگیز طول کلام اختیار کر لینے

سے بھی ہم کو آگاہ رہنا چاہیئے۔ ایسے موقعون پر تکرار ایک عمدہ قاعدہ ہے

کہ خیال کو بہ تکرار ظاہر کرین۔ لیکن جملون کی صورتین مختلف ہون۔

اصطلاحون اور استعارون کے استعمال کرنے مین یہ احتیاط کرنی چاہیئے

کہ وہ غیر متعلق اور دور از کار نہ ہون۔ سادہ اور عام فہم اصطلاحین عمدہ اثر

پیدا کرنے مین بہت کار آمد ہوتی ہین۔ استعارات بھی اسی طرح مطلب کے

ہونے چاہیین۔ بعض اوقات درد اور جوش بڑھانے کے لیئے استعارات سے

خوب کام نکلتا ہے۔

غیر یا غیر زبان کے جملون کے لیئے چند الفاظ کہنے کی ضرورت ہے ایسے

جملون کے استعمال کرنے مین کوئی ہرج نہیں ہے خصوصاً قابل شعرا کے اشعار

کو اپنے کلام مین موقع پر بیان کرنے سے کلام کی عظمت اور شان و شوکت بڑھ

جاتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اُن کے عام فہم معنی ہمارے مدعا کے موافق ہون

[illegible]

استعمال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ موافق مطلب ہون کلام کی عزت اور اعتبار بڑھ جاتا ہے۔ اور جب ہم اپنے قول کے واسطے اس طرح غیر ممالک کے آدمیون کی شہادت پیش کرتے ہین تو اُس کا اثر بھی خوب ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ سب جملے بے سند یا غیر معروف نہ ہون۔

ہم کو اپنے کلام مین ہمیشہ اختصار پسند ہونا چاہیئے۔ اختصار برتنے سے جملے زیادہ مؤثر ہوتے ہین۔ زبان کی نسبت اس امر کی احتیاط رکھنی چاہیئے کہ الفاظ اور جملے سب شریف ہون بعض کم درجہ کے اور کمینہ الفاظ برتنے سے ہم اپنی اور کلام دونون کی وقعت ضایع کر رہے ہوتے ہین۔

کلام کی زیب و زینت اور آراستگی کی نسبت اعتدال سے کام لینا مفید ہوگا مصنوعی آراستگی سے کلام کو بھر دینے سے اُس مین ایک نقص آجاتا ہے اور بالکل خالی رکھنے سے بنجر زمین کی بے لطف صورت نظر آتی ہے۔ بالکل سادگی لوگون کی توجہ نہین کشش کر سکتی۔ اور محض زینت اور آراستگی کوئی اثر نہین پیدا کر سکتی کلام کو ایک نازنین معشوق سمجھنا چاہیئے جس کو اسی قدر زیورات سے آراستہ کرنا واجب ہوتا ہے جس قدر کہ موزون ہو۔ زیادہ آراستگی سے اُس کا اصلی حسن و رنگ دب جائے گا اور کم سے کم پھیکا پن نظر آئے گا۔

بعض وقت کلام مین مزاح اور تمسخر برتنے سے تقریر کا اثر بڑھ جاتا ہے خشک مضمون کی سستی اس سے دور ہو جاتی ہے اور سامعین کی اُکھڑی ہوئی طبیعت کو پھر جما دیتا ہے علاوہ ازین بعض اوقات [illegible]

امر اب بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کلام کے اس زیور کو بھی اعتدال سے برتا جائے
ایک زیرک آدمی کے لیئے اس سے زیادہ تنگ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے
کہ وہ ایک آدمی کو نقالی کرتا ہوا دیکھے - یہ ایک عمدہ مثل ہے کہ

"المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام"

اس بات کا بھی فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ ایک تقریر کو کس قدر لمبا ہونا چاہیئے؟
اوسط سب سے بہتر چیز ہے - تقریر نہ بہت لمبی ہونی چاہیئے نہ بہت چھوٹی -
ھال کومب کا قول ہے کہ "اگر تقریر لمبی ہے تو بہت لمبی ہونے دو - اگر چھوٹی
ہے تو چھوٹی ہونے دو"

ہم یہ مثال نقل کرنے کی غرض سے نہیں دیتے کہ سب سے لمبی تقریر یداقعات
میں وہ درج ہے جو انگریزی میں اٹارنی جنرل نے ٹکبارن کے مقدمہ میں کی
تھی یہ تقریر چھبیس دن تک رہی تھی - اس لمبائی میں اٹارنی جنرل ایک عورت
سے شکست کھا جانے میں بال بال بچ گئے - کیونکہ مس شنڈن ایک مشہور
مقدمے میں چوبیس روز تک بولی تھی لارڈ ڈنڈورنے ایک تقریر بارہ دن تک
کی تھی -

چھٹا باب

تقریر کرنے کے مختلف طریقے

تقریر کرنے کے چار مختلف طریقے ہین:-

اول - لکھے ہوئے سے پڑھے -

دوم - اول لکھ لے - پھر یاد کرے اور لکھا ہوا دیکھنے کے بغیر پھر تقریر کرے -

سوم - مضمون کا خاکہ تجویز کرکے دل مین رکھے - اور ادا کرنے کے لئے قت اور موقع پر بھروسہ کرے -

چہارم - دوسری اور تیسری تدبیر کو اس طرح ملائے کہ مضمون کے ت اہم حصے لکھ کر یاد کرے اور باقی کے لیئے وقت اور موقع پر بھروسہ کرے -

تحریر سے

ان مین سے ہر ایک طریقے مین سود اور زیان دونون ہین - مگر یقیناً سب ے آسان یہ پہلا طریقہ ہے جو پند آمیز اور علمی طریقون کے لیئے بہت موزون ے جس کی غرض تحریک کرنا نہین ہوتی بلکہ تعلیم دینا - لیکن ہر ایک قاعدے لیئے مستثنیات ہین - کیونکہ بعض اوقات اسی قاعدے سے بڑا اثر پیدا ہو سکتا جس کی امثال موجود ہین -

ہ امر قابل لحاظ ہے کہ اگر لکھے ہوئے ایڈرسون کو پڑھنا ہو تو ان کو ایسے غذات پر نہ لکھنا چاہیئے جن کو بار بار الٹنے کی ضرورت ہو - اور ایک عمدہ تدبیر یہ ہ کہ ممتاز الفاظ کے نیچے لکیر

کسی تقریر کو لکھ کر دینے کے لیے اتنی ہی احتیاط درکار ہے جتنی کہ یاد کر کے پڑھنے مین۔کسی طالب علم نے مشہور انگریزی مقرر ہربرٹ سے اسی بارے مین راے پوچھی تھی جس کا جواب یہ تھا کہ "مجھ کو اپنی تقریرین لکھنے کی عادت نہین ہے اور تیس برس سے مین نے کبھی نہین لکھین لکھنے کی محنت بہت زبون ہے اور حفظ کرنے کی محنت ناقابل برداشت ہے۔یہ کافی ہے کہ مضمون زیر تقریر پر غور کیا جاے اور چند مختصر یادداشتین لکھ لی جائین لیکن سب سے پہلے اُس مضمون کی ایک اصلی واقفیت درکار ہے اور اس طرح مشق کرنے سے تقریر کرنا آسان ہو جاے گا"۔ اس کے بعد انھون نے لکھا ہے کہ اگر تقریر کرنے سے کوئی شخص عاری ہو تو ضرورتاً یہی کر لیا جا سکتا ہے کہ لکھ کر پڑھ دیا جاے۔

حافظے سے

زمانۂ قدیم مین حافظے سے تقریرین کرنے کا دستور تھا یعنی تقریر کو لکھ کر سر بسر یاد کر لیا جاتا تھا اور پھر از بر پڑھ دیا جاتا تھا۔مگر یہ نہین کہا جا سکتا کہ سسرو اور ڈیما ستھنیز بھی اسی قاعدے پر عمل کرتے تھے۔

مگر ہماری راے مین سب سے زیادہ خطرناک طریقہ تقریر کرنے کا یہی ہے کیونکہ حافظہ کا ناکام ہو جانا اکثر ممکن ہے جس سے خوف ہے کہ مقرر کو سواے شرمندگی کے اور کچھ حاصل نہ ہو۔البتہ اگر یاد کرنے کے ساتھ ہی مختصر یادداشتین لکھ لینے کا طریقہ اختیار کیا جاے تو کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ہندوستانی

برجستہ تقریر کرنا

بلا شبہہ سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ تقریر کرنے کے لیے پیش تر اُس کو دل مین تجویز کر لیا جاے اور الفاظ اظہار کے لیئے وقت اور موقع پر بھروسہ کیا جاے قوت مین یہ قاعدہ متذکرۂ بالا سے بدرجہا فائق ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس ڈھنگ پر قادر نہین ہے وہ آریٹر یعنی مقرر کے خطاب کا مستحق نہین ہو سکتا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کو خاص ضروریات کے لحاظ سے کوئی دوسرا قاعدہ برتنے کی حاجت ہو۔ مگر برجستہ گوئی پر قادر ہونا خاص وصف ہے جو درکار ہے۔

برجستہ تقریر کرنا ایسا ہے جیسا کہ ایک پیراک کا اپنے بازوؤن کے بل پر ایک عظیم سمندر مین تیرنا ہے پس جس قدر کہ مشق اس فن مین ہونا درکار ہے وہ اسی سے ظاہر ہے۔ فصاحت اور الفاظ پر قادر ہونا خاص ضروریات ہین جو مشق اور مطالعہ سے حاصل ہو سکتی ہین۔

ہماری زبان مین اس ڈھنگ پر تقریر کرنے والا یعنی برجستہ گو مقرر وہ ایک ہی فصیح مقرر ہے جو ایک ہی مقرر ہے یعنی سر سید احمد خان۔

جس قدر زور فصاحت اور قوت کلام اس مقرر کے قابو مین ہے وہ صرف برجستہ گوئی مین ظاہر کر سکتا ہے جس وقت کہ سامعین کا رونا اور بلبلانا ایک عام بات ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات اور خصوصاً اُن کے مشہور سفر پنجاب مین سر سید کو لکھ کر تقریر کرنے کے واسطے کہا گیا تھا لیکن وہ اس کی محنت اور بے لطفی کو

اعتراف کرتے تھے کہ اُس کا لطف بالکل گرا ہوا تھا۔

ایک چوتھا طریقہ تقریر کا جو استعمال کیا جا سکتا ہے وہ دوسرے اور تیسرے قاعدے کا باہم ملا دینا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حفظ کیے ہوئے مقامات کو برجستہ تقریر کی صورت مین مخفی کرنے کے لیئے بہت احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ اگر سامعین اس بات کو جان جائین گے تو تمام منصوبہ بگڑ جاے گا۔

سامعین

مقرر کے ملحوظات مین عام سامعین عام طور پر اور ساتھ ہی سامعین خاص طور پر آنے چاہیئین۔ اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا بخوبی لحاظ کرنا چاہیئے کہ جو شخص اُس عظیم گروہ کو خطاب کرتا ہے جس کا نام پبلک ہے تو اُس کو اُس کی عزت اور توقیر کرنی چاہیئے۔ انگلستان کے بعض مقررون کے اقوال اس امر کے خلاف ہین۔ یعنی ایک مقرر کا قول ہے کہ "پبلک کو ایک بڑے بچے کے مانند سمجھنا چاہیئے" ایک دوسرا مقرر کہتا ہے کہ "لوگ مانند گدھے کے ہین جس کو تمھین ہانکنا ہے" اگرچہ ان اقوال سے کسی قدر حقیقت کی بو بھی آتی ہو مگر یہ یقینی ہے کہ انسان کے ایک بڑے مجموعے سے ایک گونہ عظمت ٹپکتی ہے اور ایک صحیح المزاج آدمی کے دل مین ضرور اُس کی عزت اور توقیر پیدا ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنے سامعین کو بدنام کرے اور اُن کے سامنے اُنھین کی بُرائی کرے تو یقیناً وہ اپنی اغراض مین ناکام رہے گا۔ اگر تمام عمر بھی بولتا رہے ہرگز کامیاب نہ ہوگا پس عمدہ

اس طرح کہ ہر ایک شخص اپنے آپ کو خطاب کیا گیا اور اعتبار کیا گیا سمجھے۔

ایک بڑے مجمع کو خطاب کرنے مین ہمیشہ اُن لوگون کے خیالات کا اندازہ اور لحاظ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے مجموعے عقل اور معقولیت کی حکومت سے آزاد ہوتے ہین۔ اُن کے خیالات کا میلان جس جانب ہو جاوے وہ اُسی طرف بہے چلے جاتے ہین یہ ممکن ہے کہ اُن کے خیال مین غلطی ہو مگر ہمیشہ وہ کسی نہ کسی نیک غرض کے مطیع پائے جاوین گے۔

عام تماشہ گاہون مین یہ بات دیکھنے مین آتی ہے کہ ایک شریف۔ فیاض اور متدین خیال کی تعریف کی جاتی ہے اور ایسے شخص کے وہ خیال مین حمایتی اور طرفدار بن جاتے ہین جو حق اور نیکی کا جانبدار ہو اور بدی اور برائی کی نفرت کرتے ہین۔ وہ لوگ جو خود نیکی نہین کرتے وہ بھی اُس وقت بدی سے نفرت ظاہر کرتے ہین۔ اگر کسی کھیل کے انجام مین نیکی کا انعام یا بدی کی سزا نہ دی جاوے تو لوگ طبیعت مین رنج اور افسوس لے کر اُٹھتے ہین۔ پس مقرر کو لوگون کی نیکی پسند طبائع سے کام لینے سے نہ چوکنا چاہیئے

بعض اوقات سامعین مقرر سے بدظن ہوتے ہین اور ابتدا مین کوئی کامیابی کی صورت نہین نظر آتی۔ مگر ایسے وقت مین مقرر کو سنجیدگی اور استقلال تلاش کرنا چاہیئے۔ اُن کی بدمزاجی عارضی ہوتی ہے اور جلد جاتی رہتی ہے مقرر کو مستقل مزاج ہونا چاہیئے۔ اُن کی نفرت پر مسکرا دے اور بدگوئی کو تمسخر سے معاوضہ کرے۔ اگر کچھ شور یا فساد ہو تو سخت اور پاشانت ہو

اور کچھ ناراضی یا خوف مطلق نہ ظاہر کرے۔ تھوڑی ہی دیر مین دیکھے گا کہ اکثر گروہ مین سے اُس کے جانب دار ہو جائین گے اور دوسرون کو خاموش یا خارج کر دین گے۔ مسٹر امرسن کہتے ہین کہ اس قاعدے کو مین نے اُن طوفانون مین بھی ناکام ہوتے نہین پایا جو انتخاب کے وقت مجلس انتخاب کے گرد پیدا ہو جایا کرتے ہین۔

پھر وہ کہتے ہین کہ اگر وہ تندی ظاہر کرنے پر آمادہ ہون تو کچھ خوف نہ ظاہر کرنا چاہیئے۔ ایک گروہ بالکل بزدل ہوا کرتا ہے اُن مین اخلاقی دلیری نہین ہوتی اور جسمانی جرأت بھی نادار ہوتی ہے کیونکہ اُن مین بھی اعتماد نہین ہوتا۔ ایسے وقت مین ایک مضبوط دل۔ بہادر آنکھ اور دلیرانہ شکل درکار ہے جو صرف اُن مین سے اکثرون کو ڈرا ہی نہ دے گی بلکہ بہت سے لوگون کو مقرر کا طرف دار اور حمایتی بنا دے گی جس کے عقب مین کامیابی قریب ہوگی۔ وہ کہتے ہین کہ مین نے ایک گروہ کو پتھر پھینکتے ہوئے دیکھا ہے جو ایک مقرر کو مارنے کے لیئے اُٹھائے تھے جس کو ڈرانے مین وہ ناکام ہوئے۔

امرسن کہتا ہے کہ فصاحت کو بالکل ایک صاف بیان پر مبنی ہونا چاہیئے بعدہٗ اُس کو گرم کیا جا سکتا ہے کہ طرح طرح کے رنگ نمودار کرے اور صرف شاعرانہ طرز مین گفتگو کرے۔ مگر شروع اور آخر مین ضرور سادہ واقعات کا تذکرہ ہونا چاہیئے۔ مقرر صرف اُسی وقت مقرر ہے کہ بنا بنایا ایک واقعہ کے دائرے سے باہر نہ نکالے اور پھر وہ یقیناً غالب آئے گا۔

سامعین کا اثر مقرر پر

اس بات کے بیان کرنے کے لیئے کہ مقرر پر سامعین کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ایک انگریزی عالم کا ایک قول بیان کرنا مناسب ہو گا۔ وہ کہتا ہے کہ "سامعین سے جو خوف مقرر کے دل مین پیدا ہوتا ہے اُس کے رفع کرنے کے لیئے مقررین کو نصیحت کی گئی ہے کہ سامعین کو وہ گوبھی کے بے شمار سر سمجھین" تو تھمس نے غالباً ایسی ہی حالت دیکھی ہو گی کیون کہ وہ کہتا ہے کہ "جب ایک شخص پہلے ممبر پر آتا ہے تو بہت سے سر اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا جاتا ہے۔ جب مین وہان کھڑا ہوتا ہون تو مین کسی کو نہین دیکھتا بلکہ مین یہ خیال کرتا ہون کہ میرے سامنے پتھر کے ڈھیلے رکھے ہین"۔

مگر سامعین کو صرف اشخاص کا ایک مجموعہ سمجھنا غلطی ہے۔ کیون کہ جب تقریر کا پہلا اثر ہو لیتا ہے تو وہ مل کر پہلے تو کچھ عرصہ کے لیئے ایک عظیم جسم بن جاتے ہین جو ایک ہی فہم اور ایک ہی جسمانی اور ذہنی حالت رکھتا ہے۔

اس کا خاص سبب بے شک وہ مقناطیسی ہمدردی ہے جو انسانی دلون کو ایک زنجیر مین جکڑے ہوئے رکھتی ہے۔ اور ایک لمحہ کے لیئے اُن کے دلی جذبات کو متحد کر دیتی ہے۔ اسی لیئے اگرچہ مقرر اپنے آپ کو حاضرین مین سے کسی شخص سے افضل سمجھے مگر مجموعی حیثیت مین اُن کو ایک دیو اور اپنے آپ کو ایک بونا سمجھتا ہے

لیکن اگرچہ بڑے گروہ کا کچھ خوف مقرر کے دل پر پڑے۔ مگر سب سے بڑی مقررانہ کوششین صرف ایک بڑے مجمع کے سامنے ظاہر ہو سکتی ہین اگر ایک مقرر ایک چھوٹے [illegible]

کہ وہ بے اتفاقی سے سنوایا جائے۔ لیکن پھر وہی خیال اسی شخص کا ایک بڑے مجمع مین بہت موثر ثابت ہو۔ اس کی وجہ خیالات کی وہ گرمی ہے جو ایک بڑے مجمع مین پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک دفعہ ایک خیال کے موثر ہونے کا ثبوت مقرر کو مل جاے تو اس کا اثر پھر مقرر پر پڑتا ہے اور اُس کے حوصلہ اور جرأت کو بڑھا دیتا ہے۔ اس طرح سامعین اور مقرر کے خیالات کے درمیان ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے وہ اُن کی شکل سے اُن کے خیالات دریافت کرنے لگتا ہے اور جسے مقرر چاہتا خود بخود چلے آتے ہین پس تھوڑے سے سامعین کو ایک بڑے کمرے مین ایک برجستہ گو بقدرت کسی فصاحت کی توقع نہ رکھنی چاہیئے جو ایک قلیل مجمع کے سامنے اپنی قوت ظاہر کرنے سے نفرت کرنے کی ایک خفیہ تحریک پاتا ہے اور مجمع کی کثرت کوئی نیا مادہ اُس مین نہین پیدا کرسکتی۔

ساتواں باب

فنِ تقریر

اب ہم اُس حصہ کو بیان کریں گے جو خاص فنِ تقریر سے متعلق ہے کیونکہ اگر ایک شخص بہت بڑا عالم ہو اور اپیچین تیار کرنے کی خوب قابلیت رکھتا ہو لیکن اگر ایک وصف اُس میں نہ ہو تو سب علمیت اور قابلیت کسی کام نہ آئے گی وہ خاص وصف فصاحت یا فنِ تقریر ہے۔

اس فن کے جاننے والوں میں سب نے اسی امر پر اتفاق کیا ہے کہ جب تک ایک شخص فنِ تقریر اور فصاحت کو نہ حاصل کرے اور اُن خاص قواعد کے مطابق جو اس فن کے لیے وضع کیے گئے ہیں فن کی تکمیل نہ کرے تو وہ مقرر ہونے کے لیئے بے سود کوشش کرتا ہوگا۔

مگر اُن قواعد کا پابند ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ جب ایک شخص تقریر کرنے کو کھڑا ہو تو یہ فکر کرنا شروع کرے کہ اُس کو پہلے کون سا قاعدہ برتنا ہے اور پھر کون سا۔ اس طرح مقرر نہیں البتہ ایک مسخرہ بن جاسے گا۔ اس علم فن سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص مشاقی سے اُن قواعد کا اپنے آپ کو ایسا واقف بنائے کہ وہ اُس کی عادات اور یہ پیچر کا ایک جزو ہو جائیں۔

اس غرض کے حاصل کرنے کے لیئے سوائے محنت کے اور کوئی چیز درکار نہیں ہے۔ محنت کوشش اور جان فشانی سے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے کہ ایک شخص [illegible]

حاصل کرسکے۔

آواز

مقرر کا خاص آلہ اُس کی آواز ہے اور اس کے درست کرنے کے لئے بہت احتیاط اور توجہ درکار ہے۔ بعض آواز قدرۃً فصاحت کی اغراض کے لئے بہت موزون ہوتے ہین۔ وہ مضبوط۔ صاف اور دردمندانہ لہجہ رکھتے ہین اور سامعین کے دل مین چبھ جانے کا وصف رکھتے ہین۔ مگر ایسے انعام قدرت کے شاذ و نادر نظر آتے ہین اور عموماً سوئی باریک اور ایک ہی لہجہ کی آوازین پائی جاتی ہین۔ مگر ایسی خرابیون کے رفع ہونے سے مایوس نہ ہونا چاہئیے۔ محنت ہر ایک چیز کے درست کرنے کا مجرب آلہ ہے۔

دردمند آواز

ہم پیش تر یہ بتالینا چاہتے ہین کہ آواز اور دل کے درمیان ایک دقیق رشتہ ہے۔ یہ دردمند آواز ہماری روح سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جن کو یہ فطرۃً حاصل ہوتی ہے وہ اثر پذیر۔ گہرے خیالات والے اور کشادہ دل آدمی ہوتے ہین جن مقررون کو یہ اوصاف حاصل ہوتے ہین وہ تقریر کے وقت سامعین پر حکومت کرتے ہین۔ اُن کی آواز مین دل کی تاثیر ہوتی ہے اور دوسرے دلون مین اُس کی گونج پہونچتی ہے۔ اُس کی تقریر خلاف منطق ہی کیون نہ ہو مگر سرگرمی اور صداقت تمام دنیا کی منطق سے زیادہ طاقتور اور زبردست ہین۔ ایک عالم کا قول ہے کہ ایک دردمند آواز تقریر کے اثر کی عجیب طرح سے

طاقت کی طرح ایک انعام ایزدی ہے جس سے فائدہ اُٹھانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مقرر اپنی تقریر جوش اور قوت کے ساتھ کرے اور وہی جوش سامعین میں پیدا ہونے دے۔

حفظ آواز

آواز کی حفاظت اور اُس کی طاقت بڑھنے کے لیئے چند عام قواعد ہیں جن کی پابندی اور لحاظ لازم ہے۔

اول ۔ سب سے پہلا مشق کرنے کے وقت سے متعلق ہے جو صبح کے دس اور بارہ بجے اور شام کو پانچ اور آٹھ بجے کے درمیان ہونا چاہیئے کیونکہ دوسرے اوقات صحت کے لیے مضر ہیں۔ معدے کو پُر کرکے یا خالی معدے پر بولنا مناسب نہیں ہے معمولی غذا سے چار گھنٹے کے بعد مناسب وقت خیال کرنا چاہیئے۔

دوم ۔ ایک سبق بہت عرصہ تک نہ ہونا چاہیئے۔ بچوں کے لیئے ایک وقت آدھا گھنٹہ اور بڑوں کے لیئے گھنٹہ سوا گھنٹہ کافی ہے۔

سوم ۔ تمام سبق سرو قد سیدھا کھڑا ہو کر دہرانے چاہئیں سینہ کشادہ اور اُبھرا ہوا ہو۔ مگر بالکل اُس کی پابندی نہ ہو۔ لٹکے پڑے ہوئے اور جھکے گرے ہوئے ہوں منہ کھلا ہو مگر ایسا کہ چہرے کو بدصورت نہ بنائے اور لبوں کو آزادی کے ساتھ بولنے میں اپنا کام کرنے دینا چاہیئے۔

چہارم ۔ آواز کے مضبوط کرنے کے لیئے ایک سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہوئے یا چلتے پھرتے کسی پہاڑ پر کھلی ہوا میں زور کے

آواز کی کم زوری دفع کر لی تھی۔

پنجم۔ سردی سے جسم کی حفاظت کرنا چاہیئے۔ اس لیئے سرد پانی مین ہر روز نہانے اور سرد موسم مین باہر پھرنے سے احتراز کرنا چاہیئے اور حفاظت کے معمولی سامان ضرورت کے وقت استعمال کرنا چاہیئے۔

ششم۔ بعض اشیا آواز کے لیئے مضر معلوم ہوئی ہین اُن سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اُن مین انجیر۔ سیب۔ ناسپاتی اور سپاری داخل ہین۔ شراب آواز کے لیئے اور فصاحت کی اغراض کے لیئے زہر قاتل ہے اور حتی الامکان تمباکو پینے سے بھی بچنا چاہیئے۔

ہفتم۔ دانتون کی خوب حفاظت کرنی چاہیئے کیون کہ ان کے نقصان سے صوت کو نہایت صدمہ پہونچتا ہے۔

ہشتم۔ چھاتی اور گردن کو مقید نہ رکھنا چاہیئے۔

ان مشقیات سے ایک اور بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ صحت کے لیئے نہایت مفید اور اطبا کی سند کے مطابق ازبس سودمند ہین۔ پس بہت کم لوگ ہون گے جو ایک عمل سے دو فائدے اُٹھانے کی خواہش نہ کرین گے۔

حرکات

جب ہم یہ کہہ لین کہ ایک مقرر کو تمام طرح کی احتیاط کے ساتھ اُن تمام عمدہ قواعد کی مشق کرنا چاہیئے جس سے وہ اپنی عادات کے نقص کو درست کر سکے اور تقریر کے حسن و قبح

تو پھر ہم کو حرکات کی جانب متوجہ ہونا چاہیے جو کو اس بیان مین سب سے آخر ہین مگر فائدے مین کسی دوسرے امر سے پیچھے نہین ہین۔ جس طرح دیگر امور کی ترتیب اور درستی کی ضرورت ہے اسی طرح اس بارے مین بھی سعی اور توجہ درکار ہے۔

عام اصول

حرکات کے متعلق چند عام اصول کا لحاظ کرنا چاہیے۔ اور سب سے پہلے یہ امر ہے کہ جو حرکات عام بول چال مین استعمال کی جاتی ہین اُنھین کو پبلک حرکات کا اصول بنانا چاہیے۔ مگر اس سے ہماری یہ غرض نہین ہے کہ عام گفتگو کی حرکات سے زیادہ حرکات نہ استعمال کیے جائین کیونکہ ایک بڑے مجمع مین اور کسی مفید مضمون پر ممکن ہے کہ ایک شخص کو پرائیوٹ زندگی کے مقابلہ مین زیادہ جوش اور سرگرمی کے وقت زیادہ حرکات سے کام لینے کی ضرورت ہو یا کثرت ہو۔ حرکت کے وقت کی نسبت یہ جاننا چاہیے کہ زبان سے لفظ نکالنے سے ذرا پہلے اس کا وقت ہوتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ لوگ یا دیر سے آئے اور اگر بعد آئے تو بالکل بے وقت ہوگی کسی شخص نے خوب کہا ہے کہ حرکات ہماری تقریر کی خدمت گذار ہونی چاہیئن۔ مگر اس طرح کہ جیسے بادشاہون کے آگے آگے چوبدار اور نقیب دوڑتے ہین اور سواری آنے کی اطلاع کرتے جاتے ہین کسی بے محل یا تنہا حرکت سے بچنا چاہیے سہل اور قدرتی اور از خود آنے والی معلوم ہونی چاہیے۔ حرکات کا پیش تر تجویز کر رکھنا اور وقت پر ہونی

ہونے سے علاوہ دلائل کی بے اعتباری پیدا ہوجانے کا خوف ہے۔

ایک دوسری ہدایت یہ ہے کہ حرکات متواتر نہ ہونی چاہئیں بعض حصے تقریر کے ایسے ہوتے ہیں جن میں مقرر کو نچلا کھڑا رہنا چاہیے تاوقتیکہ اُس کو کسی حرکت کی ضرورت معلوم ہو۔

شیریڈن کی کتاب آرٹ آف پبلک سپیکنگ جو شاید عرصے سے طبع نہیں ہوئی اس مضمون پر ایک بہت عمدہ رسالہ ہے اور بعض ضروری ہدایات اُس سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ حرکات کی نسبت ہم اُس کتاب سے چند سطور ذیل میں لکھتے ہیں۔

قدرت نے ہر ایک جذبۂ دل کے لیئے ایک مناسب بیرونی علامت مقرر کی ہے اس طرح کہ جو کام ایک کا ہے وہ دوسرے سے پورا نہیں ہو سکتا۔ تین برس کی عمر کے بچے اپنی آواز سے غم کا اظہار کرتے ہیں اور اس وقت جو حرکتیں اظہار غم کے لیئے کرتے ہیں وہ غصہ کے وقت کی حرکتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہیں اور کبھی وہ غلطی سے ایک کی جگہ دوسری حرکت نہیں کرتے۔ پس تمام فن تقریر قدرت سے اخذ کرنا چاہیئے۔ جو کچھ ہمارا مطلب ہوتا ہے وہ ہمارے الفاظ پر اس قدر منحصر نہیں ہوتا جس قدر کہ بولنے کے ڈھنگ پر۔ گویا نیچر نے دل کے ہر ایک ارادہ یا خیال کے لیئے ایک ظاہری علامت مقرر کر دی ہے۔

انسان کے جسم کا ہر ایک حصہ دل کا جوش یا جذبہ ظاہر کرنے یا اس کی موجود حالت ظاہر کرنے کا کام دیتا ہے۔ سر بعض اوقات سیدھا رکھا جاتا ہے بعض اوقات

وقت انگلی سے کوئی چیز ظاہر کرتا ہے۔ مختلف حرکات سے رضامندی یا انکار ظاہر کرتا ہے۔ ایک قسم کی حرکت سے دھمکاتا ہے۔ دوسری سے قبول کرتا ہے اور تیسری سے شبہ ظاہر کرتا ہے۔

بعض اوقات دونو بازو پھیلا دیے جاتے ہین بعض اوقات بلند ایان بعض اوقات تعجب ظاہر کرنے کے لیئے چہرے تک بلند کیئے جاتے ہین۔ بعض اوقات خوف ظاہر کرنے کے لیئے سینے کے سامنے لائے جاتے ہین یا خواہش یا محبت ظاہر کرنے کے لیے کھلے ہاتھون کے ساتھ پھیلائے جاتے ہین حیرت یا ناگہانی خوشی اور غم مین ہاتھ جوڑ لیئے جاتے ہین۔ کوئنٹلین کہتا ہے کہ ہاتھون کے ساتھ ہم مانگتے ہین۔ انکار کرتے ہین۔ وعدہ کرتے ہین۔ دھمکاتے ہین۔ رد کرتے ہین طلب کرتے ہین۔ اور نفرت۔ خوف۔ شبہ۔ انکار۔ طلب۔ اثبات۔ نفی۔ خوشی۔ غم۔ اقرار و معذرت ظاہر کرتے ہین۔ ہاتھون کے ساتھ ہم وقت مقام اور کسی شے کے حالات ظاہر کرتے ہین۔ ہم اورون کو جوش دلاتے ہین اور ان کو ٹھنڈا کرتے ہین۔ تائید یا ناموافقت کرتے ہین۔ اجازت دیتے ہین یا ممانعت کرتے ہین۔ تعریف کرتے ہین یا تحقیر کرتے ہین۔ ہاتھ کئی قسم کے الفاظ کی جگہ کام دیتے ہین۔ اور جہان بولنے کی زبان نامعلوم ہوتی ہے وہان تمام قومون مین ہاتھون کی زبان سمجھی جاتی ہے

ٹانگین خواہش یا نفرت محبت یا حقارت۔ دلیری یا خوف ظاہر کرنے کے لیے آگے بڑھتی ہین یا پیچھے ہٹتی ہین۔ ناگہانی خوشی سے اچھلتے ہین۔ پاؤن

عضو تھا پہرہ جو کہ چہرہ ہے ایک اسلام پر کل ہے جو کہ جذبات ظاہر

ہیں یعنی جسم کے اور حصوں کی نسبت زیادہ کام دیتا ہے۔ سفید رنگ آدمیوں میں

رنگ کی تبدیلی یعنی سرخ اور بعض اوقات زرد ہو جانے سے غصہ ظاہر ہوتا ہے

اسی طرح زردی سے خوف اور جھینپنے سے شرم ظاہر ہوتی ہے۔ منھ کے کھلنے

سے دل کی ایک حالت ظاہر ہوتی ہے اور بند ہونے سے دوسری۔ اسی طرح

دانتوں کے پیسنے سے تیسری۔ خوشی سے باچھیں کھل جاتی ہیں۔ ناک

پر بل پڑ جاتا ہے۔ آنکھیں آدھی بند ہو جاتی ہیں اور بعض وقت اُن میں آنسو بھر

آتے ہیں۔ پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں اور ابروؤں کے بادل کی طرح آنکھوں

پر جھک جانے سے دل کے طیش سے تردد میں ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ آنکھیں

سب سے زیادہ جذبات کو ایک نمودار صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ دل کی

ہر ایک مختلف حالت میں ان کی صورت مختلف ہو جاتی ہے۔ خوشی سے آنکھیں

روشن اور کشادہ ہو جاتی ہیں۔ غم سے بند اور زیر آب غصہ اور نفرت کے وقت

آنکھوں سے بجلی کی طرح شعلے نکلتے ہیں۔ محبت سے چمکتی ہیں اور عبادت کے وقت

آسمان کی طرف اُٹھ جاتی ہیں گویا کہ مقدس آدمی کی روح آسمان کی جانب پرواز

کرنے لگتی ہے۔

بعض اوقات جب ہم کسی تصویر میں کوئی خاص حرکت اس کی صورت سے عیاں

دیکھتے ہیں تو شکسپیر کی پرجوش زبان کے مانند اُس سے ہمارے دل اثر اُٹھائے

بغیر نہیں رہ سکتے۔ پس کچھ عجب نہیں ہے اگر ایک معقول حرکت طاقت و فصاحت

کے ساتھ مل کر ایک ناقابل مقابلہ چیز ہو جائے۔ اب ہم بعض اجزا کی حرکات کو

جدا جدا بیان کرنی ہے۔

چہرہ

فصاحت کا اثر بڑھانے کے لئے جو کام چہرے سے لیا جا سکتا ہے وہ بلا مبالغہ بہت زیادہ ہے۔ چہرہ ایک آئینہ ہے جس میں سب دل کے جذبات نظر آتے ہیں اور یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ اگر چہرے کی حرکات کوئی خیال نہ ظاہر کریں تو معلوم ہو گا کہ اُس کے دل میں بھی کچھ نہیں ہے۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ چہرے میں بہت زیادہ اور متواتر تبدیلیاں نہ ہونی چاہیئیں۔ کیونکہ اس سے بناوٹ ظاہر ہو گی۔ اور نقالی کی حرکات کی بیہودگی سمجھی جائے گی۔ ان حرکات کے لیئے کوئی قاعدہ بنانا درحقیقت ایک ناممکن امر ہے جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ چہرے کو اپنے قدرتی حالات و خیالات کے مطابق حرکت کرنے دینا چاہیئے۔ صرف بعض بری عادات سے جیسے کہ لوگوں کو بھوئیں چڑھانے اور ہونٹ کاٹنے کی ہو جاتی ہیں پرہیز کرنا چاہیئے

آنکھ

چہرے کا سب سے زیادہ مفید حصہ آنکھ ہے۔ یہ فریفتہ کرتی ہے یا دفع کرتی ہے۔ غصہ سے شعلے نکالتی ہے اور نرمی سے پگھل جاتی ہے اور ہر ایک خیال کے ساتھ تبدیل ہو جاتی ہے۔ پس مقرر کو نہ بھولنا چاہیئے کہ اس کی آنکھ میں اصلی طاقت پوشیدہ ہے جو عمدہ طور پر کام میں لائی جانی چاہیئے۔ بوسٹولو ایک مشہور فرانسیسی مقرر تقریر کرتے وقت آنکھیں بند کر لیا کرتا تھا۔ اگر چہ اسکی مشہور جادو بیانی ایک عجیب اثر رکھتی تھی۔ مگر اس میں

شبہ نہیں کہ اس اثر کا بہت سا حصہ ایسا کرنے سے ضائع ہو جاتا تھا

اتحاد و یگانگت کی نسبت ہم کو گوشلین کے الفاظ دہرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے بے شک ان سے بھی بہت کچھ کام لیا جا سکتا ہے ۔

آخری ہدایت

جو ہدایت ہم سب سے آخر کرنا چاہتے ہیں وہ صرف یہی ہے کہ ہمارے ملک میں عمدہ مقرر پیدا ہونے کے لیئے ایسی مجالس اور کلبوں کی ضرورت ہے جہاں تقریر کرنے اور مضامین پر دوستانہ بحث مباحثہ کرنے کی مشق کی جائے ۔

دراصل یہ فرض محکمۂ تعلیم کا ہے کہ وہ مدارس کے متعلق اس قسم کے کلب قائم کرے ۔ اور اپنی نگرانی سے اس فن کی ترقی کے لیے کوشش کرے اس وقت اس کا عمدہ نمونہ ہمارے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڈھ میں موجود ہے ۔ اور یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ اس کے عمدہ نتائج سے ہماری قوم مستفیض ہوگی ۔ اس کی موجودہ حالت آئندہ برکتوں کا وعدہ کر رہی ہے ۔
